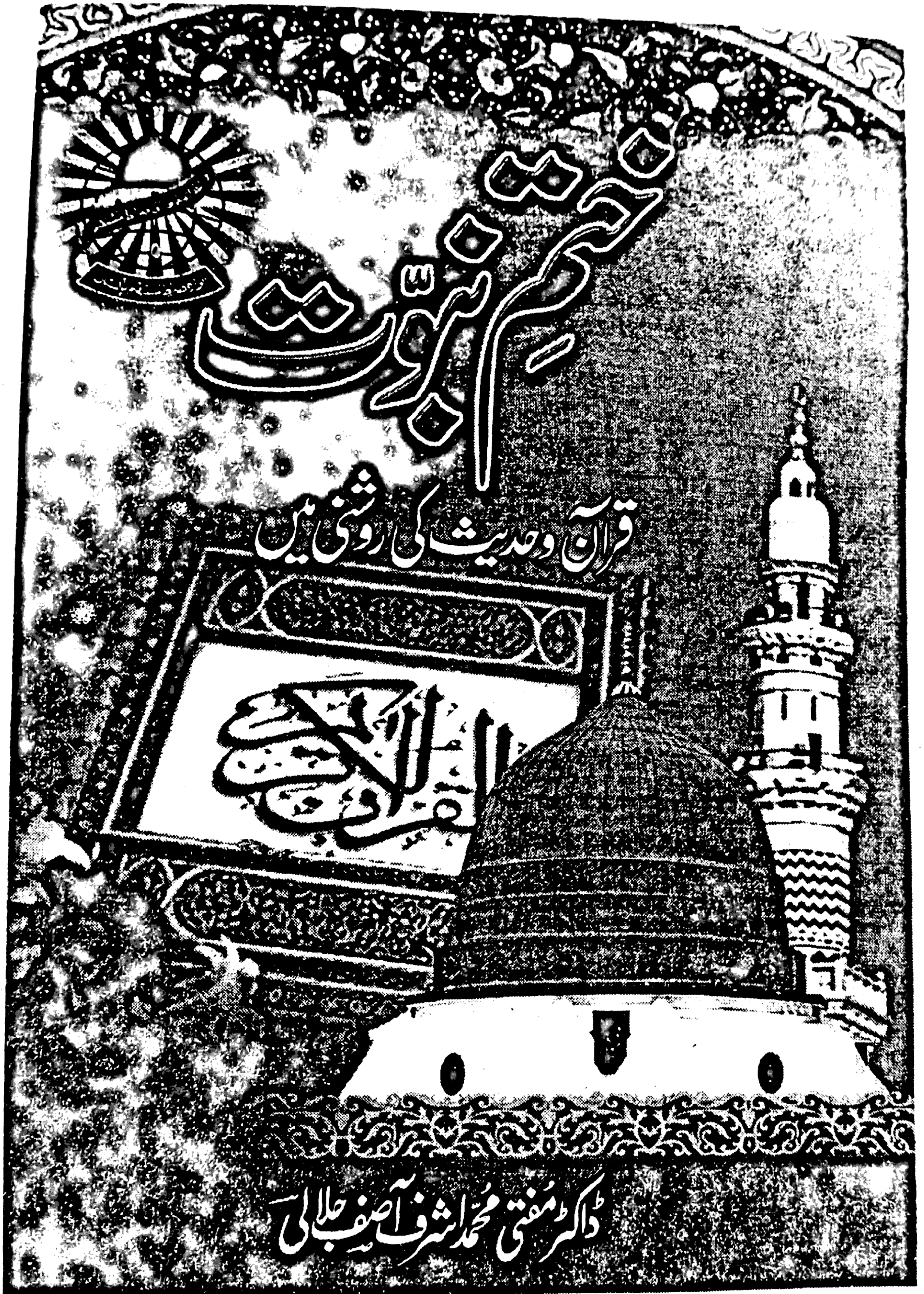


صراط مستقیم پبلیکیشنز
5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042-37115771-2, 0321-9407699

نام کتاب	ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں
از قلم	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی
ترتیب	مولانا محمد عبدالکریم جلالی فاضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور
پروف ریڈنگ	رانا محمد نعیم اللہ خاں بی ایس سی، بی ایڈ، ایم اے اردو
با اہتمام	شیخ محمد سرور اویسی، محمد آصف علی جلالی
ایڈیشن پنجم	12 جون 2010ء
تعداد	1100
صفحات	80
ہدیہ	50 روپے

ملنے کے پتے

جلالیہ و صراط مستقیم پبلی کیشنز گجرات
مکتبہ قادریہ رضویہ لاہور / مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور / کرمانوالہ بک شاپ لاہور
مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / دارالنور لاہور
جامعہ محمدیہ رضویہ بھکھی شریف۔ منڈی بہاوالدین
مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ / مکتبہ غوثیہ کراچی

صراط مستقیم پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور

انتساب

حافظ الحدیث، جنید زمان

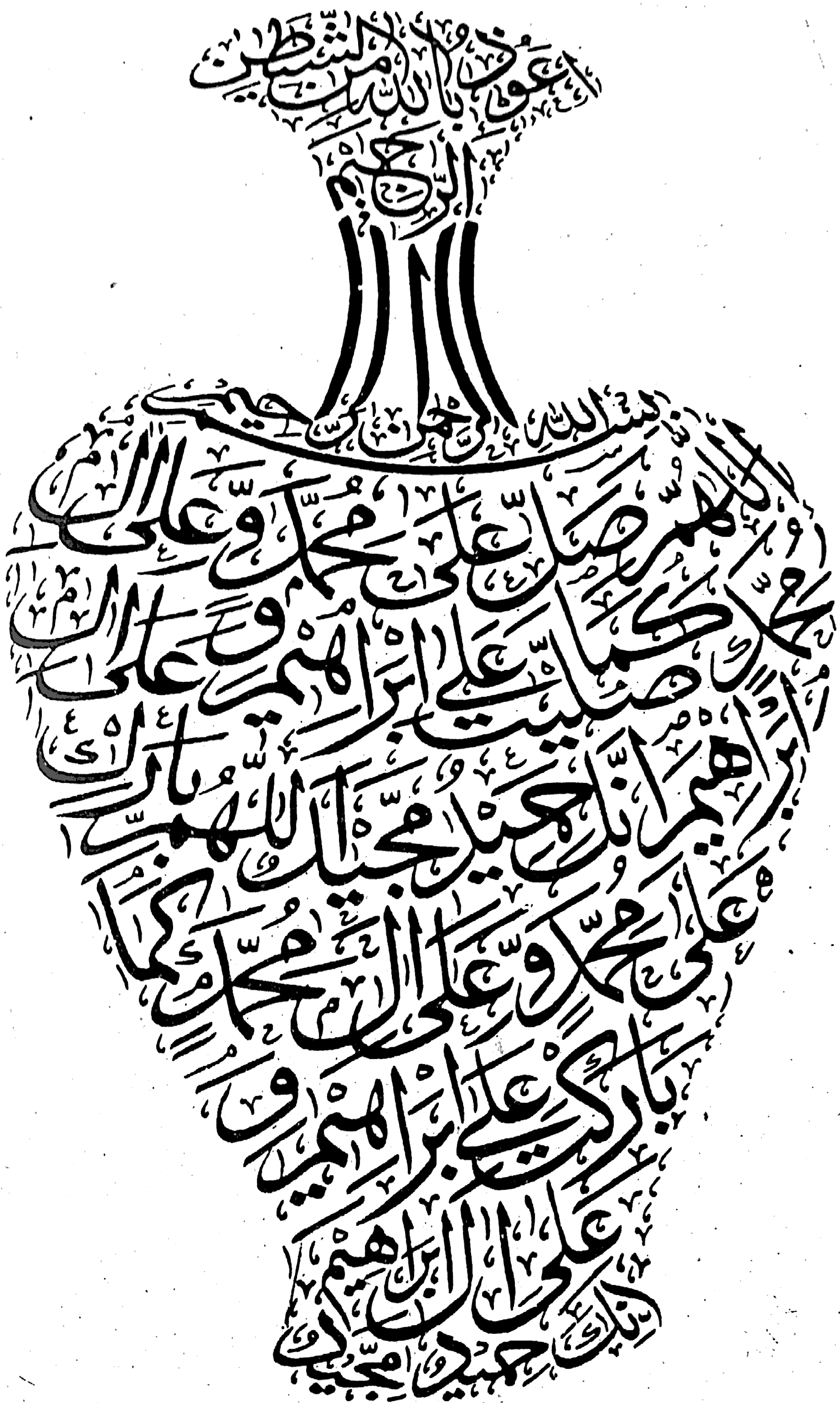
حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

کے

نام

جنہوں نے ساری زندگی ختم نبوت پہ پہرہ دیتے گزاری

محمد اشرف آصف جلالی


اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید

پہلی کرن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم۔

تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ وبرتر کے لائق ہیں جس نے ازل سے اپنے حکیمانہ فیصلے کے مطابق ختم نبوت کا تاج اپنے محبوب جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پہنا کر مبعوث فرمایا۔ قارئین کرام ختم نبوت مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آج تک امت مسلمہ نے اس عقیدے پہ پہرہ دیا ہے جنگ یمامہ سے لیکر پاکستان کی پارلیمنٹ سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے تک یہ طویل جدوجہد امت مسلمہ کے عشق رسول ﷺ کا بین ثبوت ہے۔ پارلیمنٹ کے اس تاریخی فیصلہ کے بعد بھی قادیانی اپنی زہریلی کاروائیوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

چنانچہ غلامان مصطفیٰ ﷺ بھی اپنی ذمہ داری سے بے خبر نہیں ہیں۔ جہاں ملت کے دیگر بہت سے ادارے اور تنظیمیں مصروف کار ہیں وہاں ادارہ صراط مستقیم پاکستان بھی اسی قسم کے تابناک کردار ادا کرنے کیلئے میدان عمل میں آیا ہے۔ اسلاف کی غیرت ایمان اور شستہ خیالی کا امین یہ نوعمر ادارہ ہر محاذ پر منکروں اور گستاخوں کا منہ بند کررہا ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی پیش نظر کتاب

"ختم نبوت قرآن واحادیث کی روشنی میں" ہے

درحقیقت یہ کتاب بانی ادارہ صراط مستقیم پاکستان مولانا محمد اشرف آصف جلالی کی وہ دو تقریریں ہیں۔ جو آپ نے سالانہ فہم دین کورس میں کیں۔ پہلی تقریر بارہویں سالانہ کورس میں کی جسکا موضوع "آیات ختم نبوت" تھا۔ جبکہ دوسری تقریر "احادیث ختم نبوت" کے موضوع سے ہوئی۔ دونوں تقریروں کو کتابی شکل میں موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق صراط مستقیم پبلی کیشنز کی طرف سے فدایان ختم نبوت کی نظر کیا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ چودھویں سالانہ کورس کا خطاب (ختم نبوت اور قادیانی کفر) انشاءاللہ عنقریب منظر عام پر آرہا ہے۔ میری دعا ہے خالق کائنات ادارہ کی اس کاوش کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور ادارہ کو اپنے عظیم مقاصد میں ثابت قدمی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

احقر العباد: محمد یونس جلالی قادری

خادم ادارہ صراط مستقیم پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ
الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ
وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔
(پ۲۲ سورہ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝
(پ۲۲ سورہ الاحزاب آیت نمبر ۵۶)

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ
وعلیٰ آلك واصحابك یا حبیب اللہ
مولای صل و سلم دائما ابدا
علی حبیبك خیر الخلق کلھم

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہ واعظم شانہٗ واتم برہانہٗ کی حمد وثناء اور شفیعِ محشر، مالک کوثر، محبوبِ دلبر، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیۂ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

وارثانِ منبر ومحراب، اربابِ فکرودانش، نہایت ہی معزز ومحتشم حضرات وخواتین!

ربِ ذوالجلال کے فضل اور توفیق، سے ماہ رمضان کے رُوحانی ماحول میں، ادارہ صراطِ مُستقیم کی طرف سے فہم دین کورس کے دسویں سبق میں ہم سب کو شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

میری دعا ہے خالق کائنات جل جلالہٗ ہم سب کا اپنے گھروں سے نکل کر محض دین کے شوق کیلئے آنا اور آپ کا توجہ سے سننا اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔

خالق کائنات جل جلالہٗ قرآن وسنت کا فہم، اس کے ابلاغ و تبلیغ کی توفیق اور اس پر عمل کی سعادت عطا فرمائے۔آمین

ہمارا آج کا موضوع

''آیاتِ ختمِ نُبُوّت'' ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کو تسلیم کرنا' ایمان کیلئے اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایمان تب مکمل ہوتا ہے جب رسول اکرم ﷺ کو محض نبی یا رسول ہی نہ مانا جائے بلکہ آپ کو خاتم النبیین بھی تسلیم کیا جائے۔

خالق کائنات جل جلالہٗ نے انسانیت کی ہدایت کیلئے نبوت و رسالت کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اُس کے آخر میں ہمارے آقا اور تمام رسولوں کے قائد حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر بھیجا۔آپ پر نبوت کا سلسلہ بند ہوگیا۔

آپ کے بعد کسی لحاظ سے کوئی شخص بھی نبی نہیں ہوسکتا ہے جو بھی ایسا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا' کذاب اور دجال ہوگا۔اُمت مسلمہ پر اُس کا انکار لازم اور اُس کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے۔

ختم نبوت اُمت کا اجماعی عقیدہ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے اجماعی عقیدہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی آمد کے بعد زمانہ کے لحاظ سے کسی معنی میں بھی کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

ظلی، بروزی اور نہ کسی اور حیثیت میں وہ نبی بن سکتا ہے۔رسول اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔
خاتم النبیین کے معنی میں وقت کے لحاظ سے آخری ہونا ایک اہم جزو ہے۔
اس لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی نبی کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔
اُمت نے ہمیشہ ان لوگوں کے خلاف جہاد کیا اور اُن سے صفحہ ہستی کو پاک کیا، جنہوں
نے ختم نبوت کے اس معنی کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔

خالق کائنات جل جلالہٗ نے قرآن مجید کے متعدد مقامات پر اس حقیقت کو
بیان کیا لہذا ختم نبوت کا منکر پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ہمارے ہاں اس
فتنے کا نام قادیانیت ہے۔اُن کو احمدی بھی کہتے ہیں، مرزائی بھی کہتے ہیں اور بعض اُن کو
غلامیہ بھی کہتے ہیں۔

جو جھوٹا مدعی نبوت ہے اُس پر اُس کے سب ماننے والوں پر حکم کفر کا ہے، ہر لحاظ
سے ان سے اجتناب ضروری ہے، ان کی تکفیر کا عقیدہ رکھنا ایمان کیلئے لازمی ہے۔

قرآن مجید میں خالق کائنات جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا۔(پ۲۲ سورہ احزاب آیت نمبر۴۰)

Muhammad is not the father of any of your men, yes He is the Messenger of Allah and the last one among all the Prophets And Allah knows all things.

(ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے)

خالق کائنات جل جلالہٗ نے اس مقام پر بڑے خوبصورت انداز میں ختم نبوت کا مسئلہ

بیان کیا ہے۔ ہم اس کے نکات پر گھنٹوں بحث کرتے رہتے ہیں لیکن آج کی گفتگو کا انداز کچھ اور ہے۔

آج محاسبہ قادیانیت کے لحاظ سے قرآن مجید کی آیات پیش کروں گا اور اُن پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی گفتگو کو آگے بڑھاؤں گا۔

اس بات کو واضح کیا جائے گا کہ ختم نبوت محض ایک آیت کا ہی سبق نہیں بلکہ قرآن مجید کی درجنوں آیات قادیانیت کے ردّ میں موجود ہیں۔ بندہ ناچیز تو یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کے ہر لفظ سے قادیانیت کا ردّ اور ختم نبوت کا اثبات کیا جا سکتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی حسین بات لکھی۔

گفتہ اند معنی خاتم النبیین آں است کہ رب العزت نبوت ہمہ انبیاء جمع
کرد و دل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم را معدن آن کرد و مہر بر آں نہاد تا ہیچ
دشمن بموضع نبوت راہ نیافت نہ ہوائے نفس نہ وسوسہ شیطان

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی محققین نے یہ بیان کیا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت جمع کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دل میں رکھ دی اور آپ کے دل کو اُس نبوت کیلئے معدن قرار دے دیا۔ نبوت کو دل میں رکھنے کے بعد مہر لگا دی تا کہ کسی دشمن کو نبوت کی چوری کی توفیق نہ ہو سکے، نبوت کی چوری کی طرف اُس کو راستہ نہ مل سکے۔ شیطان کے وسوسے اور نہ ہی نفس کی خواہش کو راستہ ملے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو عمومی طور پر بیان کیا جاتا ہے یعنی ختم رسالت اور ختم نبوت کیلئے ختم نبوت کے الفاظ کو ہی بولا جاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس خصوصی مقام پر خاتم النبیین کا لفظ بولا اور خاتم المرسلین کا لفظ نہیں بولا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

اللہ تعالیٰ نے ذکر تو دونوں منصبوں یعنی نبوت اور رسالت کا کیا لیکن ختم کے لحاظ سے یہ فرمایا کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ اس واسطے عرف عام میں لفظ ختم نبوت بولا جاتا ہے۔ اگرچہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نبی بھی کوئی نہیں ہو سکتا اور رسول بھی کوئی نہیں ہو سکتا لیکن عمومی طور پر ختم نبوت اس آیت کی وجہ سے بولا جاتا ہے۔ آیت کریمہ میں اس کے بولنے کی حکمت یہ ہے کہ خالق کائنات جل جلالہٗ کمال طریقے سے رسول اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی گنجائش کی نفی کرنا چاہتا تھا' اُس نے مبالغہ اور تاکید کے ساتھ اس مطلب کو بیان فرما دیا ہے۔ اس لئے ہمارے ہاں منطق میں ایک قانون ہے کہ عام کی نفی سے خاص کی نفی ہو جاتی ہے لیکن خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی۔

ایک ہے نبی ہونا اور ایک ہے رسول ہونا۔ نبوت عام ہے اور رسالت خاص ہے۔ نبی بڑھتا ہے تو رسول بن جاتا ہے۔ اس طرح کہ جو بھی رسول ہوتا ہے وہ نبی ضرور ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو بھی نبی ہو وہ رسول بھی ہو' کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

اس کی مثال اس طرح سمجھی جا سکتی ہے۔ ایک ہے سندھی ہونا اور ایک ہے پاکستانی ہونا۔ پاکستانی ہونا عام ہے اور سندھی ہونا خاص ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ فلاں شخص سندھی نہیں تو اُس کے پاکستانی ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ سندھی نہیں تو ہو سکتا ہے وہ پنجابی ہو' بلوچی ہو۔ لیکن جس وقت ہم یہ کہیں گے کہ وہ پاکستانی نہیں تو اس سے سب کی نفی ہو جائے گی کہ وہ بلوچی بھی نہیں' پنجابی بھی نہیں' عام کی نفی سے خاص کی نفی ہو جاتی ہے لیکن خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی۔

اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کے باپ نہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ خاتم المرسلین ہیں تو یہ وہم پڑ سکتا تھا کہ آپ کے بعد کوئی رسول تو نہیں ہو سکتا، شاید کوئی نبی ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں بیان کیا کہ آپ خاتم النبیین ہیں' آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ جب نبوت کی نفی ہو گی تو رسالت کی تو بطریق اولیٰ نفی ہو جائے گی، جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو وہ رسول کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس انداز میں مبالغے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نفی کرنے کیلئے یہ عام کی نفی فرما دی تا کہ اس کے ذریعے سے خاص کی نفی خود بخود ہو جائے۔

خاص کی نفی کی جاتی تو پھر عام کی گنجائش باقی رہتی لیکن اللہ تعالیٰ نے ابتداءً ہی عام کی نفی فرما دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں ہو سکتا تو اب طریق اول واضح ہو گیا کہ جب نبی کی گنجائش نہیں تو رسول کی گنجائش کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔

یعنی خالق کائنات جل جلالہ نے کمال طریقے سے اس ختم نبوت کے مضمون کو واضح کیا ہے۔

قرآن مجید میں آیات کے لحاظ سے جس وقت ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں درجنوں آیات ایسی نظر آتی ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو واضح کرتی ہیں۔ آج میں آپ کے سامنے تیس ۳۰ آیات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں' جن میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو بیان فرمایا۔

(۱) پہلی آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ (پ۲۲ سورہ الاحزاب، آیت ۴۰)

اس کی وضاحت پیچھے ہو چکی۔

(۲) دوسری آیت: قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا

(پ۹ سورہ الاعراف آیت ۱۵۸)

اے میرے نبی ﷺ آپ یہ ارشاد فرمادیں۔ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کے آیا ہوں۔

الناس کے ساتھ جو خطاب ہے یہ اُن لوگوں کیلئے بھی تھا جو دوصدیاں بعد میں پیدا ہونے والے تھے۔ اُن کیلئے بھی تھا جو دس صدیاں بعد میں پیدا ہونے والے تھے' اُن کیلئے بھی تھا جو قیامت تک آنے والے ہیں، سب کو الناس سے بیان کر دیا گیا اور رسول اکرم ﷺ کو حکم دے دیا گیا کہ آپ قیامت تک کے آنے والے لوگوں کیلئے اور جمیع انسانیت کیلئے اعلان کر دیں کہ مجھے میرے خدا نے ایک دوصدیوں کا ہی رسول نہیں بنایا' قیامت تک کی ساری انسانیت کا رسول بنایا ہے۔

اس آیت نے بعد میں کسی نبی کے آنے کی گنجائش بالکل ختم کر دی۔ رسول اکرم ﷺ کو جمیع انسانیت کیلئے رسول بنا کر بھیج دیا گیا ہے۔

(۳) تیسری آیت: تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (پ۱۸ سورہ الفرقان، آیت ۱)

(ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو)

وہ رب بڑی برکت والا ہے جس نے قرآن کو اپنے عبد خاص پہ نازل کیا۔
کس لئے؟ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

تا کہ آپ سارے جہانوں کے نذیر بن جائیں، سارے جہانوں کو ڈرائیں' سارے جہانوں کیلئے منذر بن جائیں، سارے جہانوں کیلئے توحید و رسالت کے پیغام

کو عام کریں یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت کو واضح کر دیا گیا کہ آپ ایک جہاں کیلئے نہیں بلکہ بعد میں جتنے زمانے آئیں گے سب کیلئے آپ کو نبی بنا دیا ہے۔

(۴) چوتھی آیت: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا

(پ۲۲ سورہ السباء، آیت ۲۸)

(ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے، خوشخبری دیتا اور ڈر سُناتا)۔

ہم نے آپ کو جمیع انسانیت کیلئے بشیر و نذیر بنا کے بھیجا ہے۔ تمام انسان جو قیامت تک آنے والے ہیں آپ ان کو بشارت دیں کہ اگر تم مجھے اور میرے رب کو مان لو گے تو تمہیں جنت ملے گی اگر نہیں مانو گے تو تمہیں جہنم میں پھینکا جائیگا۔ آپ کو تمام انسانیت کیلئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا، یہ آپ کی ختم نبوت کی بین دلیل ہے۔

(۵) پانچویں آیت: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

(پ۱۷ سورہ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

(ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے)۔

ہم نے آپ کو تمام جہانوں کی رحمت بنا کے بھیجا ہے۔ ایسا نہیں کہ ایک دو صدی تو آپ کے سپرد ہو اور اُن کی حل مشکلات اور اُن کی ہدایت کا ذمہ آپ کیلئے ہو اور بعد میں کسی اور کی ڈیوٹی لگنی ہو۔

خالق کائنات جل جلالہ فرماتا ہے، نہیں، نہیں، ہم نے آپ کو ہمیشہ کیلئے اور تمام جہانوں کیلئے رحمت بنایا ہے۔ پہلے عالمین جو گزر چکے تھے اُن میں بھی رحمت آپ ہی کی تھی لیکن اُس وقت آپ کا ظہور نہیں ہوا تھا لہٰذا نبوت پہلے انبیاء علیہم السلام کو ملتی رہی۔ جب آپ کا ظہور ہو گیا، آپ کائنات میں جلوہ گر ہو گئے، اب جتنے جہاں بعد میں

آنے والے ہیں اُن سب کو آپ کی رحمت نے لپیٹ میں لے رکھا ہے، لہذا اب آگے کسی اور کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

(۶) چھٹی آیت: فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔ (پ۵ سورہ النساء، آیت ۴۱)

(ترجمہ: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمّت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں اُن سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے)۔

قیامت کا دن ہوگا ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لیں گے جو اُن کے نبی ہونگے' وہ اُن کے گواہ ہونگے۔

وَ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا

اور ہم آپ کو ساری امتوں پر گواہ بنادیں گے۔

آپ کو اوّل سے لے کر آخر تک جتنے پیغمبر گزر گئے اُن کی امتوں کیلئے بھی اور آپ کی اپنی اُمت کیلئے بھی گواہ بنادیں گے۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے بڑے مشاہدے کے ساتھ جلوہ گر ہو گئے اور آپ کو ایسی بڑی گواہی کا منصب دے دیا گیا۔ اب آپ کے بعد کسی کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو هو لآء شهيدا کہہ کر جمیع انسانیت کیلئے اپنے دربار کا گواہ بنا کر آپ کی عظمت اور منصب کو واضح فرمادیا ہے۔

(۷) ساتویں آیت: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ۔ (پ۴ سورہ آل عمران، آیت ۱۴۴)

ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور رسول ہو چکے، تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے!۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم محض رسول ہیں یعنی خالق نہیں' اللہ نہیں معبود نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندے ہیں۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

آپ سے پہلے بھی رسول آتے رہے اور ان کے ماننے والے پھر جاتے رہے ۔آپ کی آمد ایک منفرد انداز میں ہے چونکہ اُن کے بعد نئے رسول پھر آتے رہے اور آپ کے بعد کوئی نیا رسول یا نبی نہیں آئے گا لہٰذا خالق کائنات نے اس انداز میں انسانیت کو جھنجھوڑا۔

اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ

کیا اُن کا وصال ہو جائے یا شہادت ہو جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ جاؤ گے۔نہیں' نہیں، یہ ہمیشہ کی نبوت لے کر آئے ہیں۔اگر وصال ہو بھی جائے گا پھر بھی کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے لائے ہوئے پیغام کو چھوڑ دے اور اُس سے پیچھے ہٹ کر مرتد ہو جائے، دین کا باغی ہو جائے۔ان کو ہم نے ہمیشہ کی نبوت کا تاج پہنا کر بھیجا ہے لہٰذا اگر وصال ہو جائے گا تو پھر بھی ان کی نبوت کا جھنڈا لہراتا رہے گا۔

(۸) آٹھویں آیت: وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

(پ۵ سورہ النساء، آیت ۷۹)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کیلئے رسول بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔

ہم نے آپ کو سارے لوگوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور تمہارے رسول ہونے پر میری گواہی کافی ہے، اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔یہاں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع انسانیت کیلئے رسول بنانے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

(۹) نویں آیت: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ

(پ ٦ سورہ النساء، آیت ۱۷۰)

ترجمہ: اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لا۔

اے سارے لوگو! قیامت تک آنے والی انسانیت! تمہارے پاس اللہ کی طرف سے رسول آگئے ہیں جو کہ حق لے کر آئے ہیں۔ وہ حق ایسا ہے جو قیامت کی ضرورتوں کو پورا کرے گا اور مزید کسی رہنمائی کی ضرورت نہیں آئے گی۔ اس مقا بھی اللہ تعالیٰ نے جمیع انسانیت سے خطاب کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کی جامعیت اور عالمگیریت کو بیان فرمادیا ہے۔

(۱۰) دسویں آیت: الٓرٰ۔ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ (پ۱۳ سورہ ابراہیم، آیت ۱)

ترجمہ: ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اُتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے اُجالے میں لاؤ۔

اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ کیوں تاکہ آپ الناس کو یعنی ساری انسانیت کو، قیامت تک آنے والے لوگوں کو اندھیرے سے نکال کے نور کی طرف لے آئیں۔

دیکھئے اسی سورہ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا تو وہاں الناس کا لفظ نہیں بلکہ لفظ قوم ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ (پ۱۳ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۵)

ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات دے کر بھیجا تاکہ تم اپنی قوم کو ظلمت سے نور کی طرف نکالو۔

وہاں قوم تک دائرہ محدود تھا لیکن یہاں چونکہ ختم نبوت کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔
اسلیئے خالق کائنات جل جلالہٗ نے فرمایا:

لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّورِ

تا کہ آپ جمیع لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف نکالیں، اُن کو پیغام دیں۔

اس میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا واضح ذکر ہو گیا کہ آپ لوگوں کے ہادی ہیں، آپ ہی لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف نکالیں گے ۔ کیونکہ قیامت تک آپ کی تعلیمات موجود رہیں گی، اللہ تعالیٰ کے اذن سے تصرّف موجود رہے گا تو پھر کسی اور کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ آئے اور آ کر یہ کام کرے جبکہ آپ اور آپ کی تعلیمات بطریق احسن وہ کام سرانجام دے رہے ہیں ۔ راستے روشن ہیں اُجالے بٹ رہے ہیں اور صبحیں آباد ہو رہی ہیں۔ خالق کائنات جل جلالہٗ نے فرما دیا کہ قیامت تک ظلمت سے نور کی طرف نکالنے کا منصب ہم نے آپ کو دے دیا ہے۔ آپ کے بعد اس منصب کے لحاظ سے کسی کے آنے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ کسی معنی میں بھی نبوت و رسالت کے لحاظ سے کوئی بھی نہیں آسکے گا۔

(۱۱) گیارھویں آیت: وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ

(پ ۱۷ سورہ ۲۱ الانبیاء، آیت ۴۱)

ترجمہ: اور بے شک تم سے اگلے رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا۔

یہاں استدلال کا انداز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حوصلہ افزائی کیلیئے بہت سی آیات نازل فرمائیں ۔ آپ کو جو تکلیفیں آ رہی تھیں وہ آپ سے پہلے بھی نبیوں کو آتی رہی ہیں ۔ اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جرأت و استقامت میں کوئی فرق نہیں ہے، ہر لحہ مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی

چاہت ہے کہ اپنے محبوب علیہ السلام کی حوصلہ افزائی بھی فرمانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ

کچھ احمق لوگ مذاق کرتے ہیں لیکن آپ نہ گھبرائیں، آپ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ ایسا ہوتا رہا۔ اگر آپ کے بعد کسی نبی یا رسول کے آنے کی گنجائش ہوتی تو خالق کائنات ضرور اس انداز میں بیان کرتا کہ آپ سے پہلے بھی یہ معاملہ چلتا رہا ہے اور آپ کے بعد بھی ایسا ہوتا رہے گا۔ جو پہلے نبی آئے تھے اُنکو بھی مشکلات کا سامنا تھا اور جو آپ کے بعد آئیں گے اُن کو بھی سامنا ہوگا۔ جبکہ خالق کائنات جل جلالہٗ نے کہیں بھی بعد والا احتمال نہیں چھوڑا اور اس انداز میں بیان کیا کہ آپ سے پہلے رسولوں کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے لیکن آپ تو جامع نبوت لے کر آگئے ہیں، سب سے بڑا پیغام آپ کا ہے تو اس لحاظ سے مصیبتیں بھی بڑی برداشت کرنی پڑیں گی۔ خالق کائنات نے اس اسلوب میں ختم نبوت کو بیان فرما دیا ہے۔

(۱۲) بارھویں آیت: وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا ۔(پ ۷ سورۃ الانعام، آیت ۳۴)

ترجمہ: اور تُم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو اُنہوں نے صبر کیا اِس جھٹلانے پر۔

آپ سے پہلے لوگوں کو جھٹلایا گیا اور انہوں نے اس پر صبر کیا' اُن کے منہ پر لوگ کہتے تھے کہ تم اللہ کے رسول نہیں ہو تو وہ صبر کرتے رہے۔ یہ جو آپ کے زمانے کے بھگوڑے مشرک اگر ایسی باتیں کرتے ہیں تو اس سے سینہ تنگ نہیں ہونا چاہیئے، میرے محبوب طبیعت ہشاش بشاش رہے۔ یہ ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ تو یہاں پر بھی یہ بات کی گئی کہ آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب ہوتی

رہی لہٰذا اگر بعد میں کسی نے آنا ہوتا تو اُس کی بھی بات کی جاتی۔ ومن بعدك۔ اللہ تعالیٰ نے ہرگز ایسا اسلوب اختیار نہیں کیا تو اس میں ختم نبوت کا واضح سبق موجود ہے۔

(۱۳) تیرھویں آیت: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ
(پ۲۶ سورہ الاحقاف، آیت ۳۵)

ترجمہ: تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا۔

اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسے ہی صبر کریں جیسے آپ سے پہلے اولوالعزم رسول صبر کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے ماضی میں صبر کیا ہے اور آپ بھی صبر برقرار رکھیں۔ یہ نہیں کہ کہیں کوئی بے صبری ہوگئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے چاہا ہو کہ اب صبر کی تلقین کی جائے۔ ہرگز ایسا مسئلہ نہیں تھا بلکہ مسئلہ یہ تھا کہ جو آپ صبر کر رہے ہیں اس صبر کو آپ آئندہ بھی قائم رکھیں۔

اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حوصلہ افزائی فرما رہا ہے اور یہاں جو لفظ بولے ہیں وہ بھی یہ ہیں کہ آپ سے پہلے بھی رُسُل اور انبیاء کرام علیہم السلام صبر کرتے رہے۔ اگر آپ کے بعد کسی نبی کی گنجائش ہوتی تو یقیناً وہ بھی اللہ کا سچا نبی ہوتا اور وہ بھی صابر ہوتا اور اُس کا بھی حوالہ دیا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ گنجائش ہی نہیں چھوڑی اس واسطے بعد والا تذکرہ کسی مقام پر بھی نہیں فرمایا۔

(۱۴) چودھویں آیت: وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ (پ۳ سورہ آل عمران آیت ۸۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دُوں۔

اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء علیہم السلام کو اکٹھا کیا اور عالم ارواح میں اُن سے یہ عہد لیا کہ جب باری باری میں تمہیں بھیجوں گا تو تم اپنی اپنی نبوت کا اعلان کرو گے اور تم

نبی قرار پاؤ گے، میں تمہیں کتاب بھی دوں گا، حکمت بھی دوں گا۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

جب تم سب اپنی باری مکمل کرلو گے، تم سب کی نبوت کا زمانہ گزر جائے گا، پھر تمہارے پاس ایک رسول آئیں گے، اُن کی شان کیا ہوگی؟

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ

وہ اُس سب کی تصدیق کریں گے، جو کچھ تم لے کے گئے ہو گے۔ اُن کا قرآن جو کچھ پہلے آچکا ہے سب کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔

اے انبیاء علیہم السلام:

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

تم نے اُن پر ضرور ایمان بھی لانا ہے اور ضرور اُن کے ساتھ تعاون بھی کرنا ہے۔ اس مقام پر لفظ ثم نے واضح کر دیا کہ اس میٹنگ میں کوئی بعد والے پیغمبر کی گنجائش ہوتی تو اُس کو بھی ضرور شامل کیا جاتا۔ چونکہ تمام انبیاء سے عہد لیا جا رہا تھا اور یہ کہا جا رہا تھا کہ تم سب پہلے جاؤ گے اور تمہارے بعد میرے محبوب علیہ السلام جائیں گے۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

تم اپنی نبوت کا زمانہ مکمل کر چکو گے، اس کے بعد میرے محبوب علیہ السلام تشریف لائیں گے اور وہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گے۔ یہاں پر واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بیان کر دیا کہ جس کو بھی میں نے نبی بنانا ہے اُس کو اپنے محبوب سے پہلے بھیجوں گا اور پھر محبوب علیہ السلام کو مُصَدِّق بنا کے بھیجوں گا، یہ بعد میں تصدیق کرنے جائیں گے ۔ کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی آ ہی نہیں سکتا اسلئے اُس کی تصدیق ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ سے پہلے پہلے جس نے پہنچنا ہے وہ پہنچے گا اور آپ آئیں گے۔ ''ثم'' کے لفظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ

نے احتمال ہی ختم کر دیا۔ جب آپ جلوہ گر ہو جائیں گے اُس وقت تو پہلوں کی تصدیق کا معاملہ ہوگا، پھر کسی کے آنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہے گی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو دوٹوک الفاظ میں بیان کرتے ہوئے اللہ نے یہ بھی بیان کر دیا:

رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ

وہ ایسے رسول ہونگے جو تم سب رسولوں کی کتابوں کی تصدیق کریں گے، تم سب کے صحیفوں کی تصدیق کریں گے، تم سب کی نبوت کی تصدیق کریں گے۔ جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ سے ملا ہے وہ نبی اُس کی تصدیق کریں گے تو اب یہ وقت سرکار کی طرف سے تصدیق کا وقت ہے۔ اللہ نے اُن کو تو نور دیا ہوا ہی ہے لیکن ادھر رجسٹریشن ہو رہی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تصدیق ہو رہی ہے۔ اگر کوئی نبوت بعد والی بھی ہوتی تو پھر آپ کا وصف یہ ہونا چاہیئے تھا۔ اللہ تعالیٰ پھر یہ فرماتا:

رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ وَلِمَا بَعْدَكُمْ

کہ ایسے رسول آئیں گے جو کچھ تمہارے پاس ہے اُس کی بھی تصدیق کریں گے اور جو بعد میں آئے گا اُس کی بھی تصدیق کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ڈبل تاکید کے ساتھ ختم نبوت کو واضح فرما دیا کہ وہ آئیں گے تو اُس سے پہلے جس نے آنا ہوگا وہ آ چکا ہوگا۔ اللہ نے ازل سے انتخاب کر رکھا ہے اُن خوش بخت ذاتوں کا جن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمیت نبوت دینی تھی، ازل سے اُن کو نبوت دینے کا اعلان فرما رکھا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو اللہ تعالیٰ نے حتمی طور پر واضح لفظوں میں بیان فرما دیا۔

(۱۵) پندرھویں آیت: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (پ ۶ سورہ المائدہ، آیت ۳)

آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور آج میں نے تم پر اپنی نعمت کی انتہاء کر دی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا۔

اب دیکھو!

کئی صدیوں سے یہ ہدایت کا سلسلہ جاری تھا' اللہ تعالیٰ اُمتوں کو نصاب دیتا تھا، اُن کے چھوٹے چھوٹے نصاب تھے' تقویٰ وطہارت اور تزکیہ نفس کے یہ سبق تو بعد کے ہیں' شروع میں تو یہ سبق بھی پڑھانے لازم تھے کہ یہ انسانیت ہے، تم میں اور حیوانوں میں فرق یہ ہے کہ تم نے اپنی شرمگاہ کو ڈھانپنا ہوتا ہے' تمہارے لئے یہ لباس ہیں۔

اس طرح انبیاء علیہم السلام اپنی اُمت کو یہ سبق پڑھا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آہستہ آہستہ تدریجاً لوگوں کے شعور کو بیدار کیا جا رہا تھا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد زریں آیا اور اس اُمت کی ذہانت سامنے آ گئی تو خالق کائنات جل جلالہٗ نے یہ اعلان فرما دیا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

وہ جو کئی صدیوں سے میری ہدایت کا سلسلہ جاری تھا اور چھوٹے چھوٹے نصاب میں دے رہا تھا آج میں نے اس جامع نصاب کو مکمل کر دیا ہے۔ میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور نعمت کی انتہاء کر دی ہے۔ پہلی اُمتوں کو میں نے اتنا نہیں دیا جتنا تمہیں دیا ہے۔ اُن سب کو جو دیا تھا اُس سے ایک جامع نصاب میں نے اس اُمت کو دے دیا ہے۔

یہاں تک کہ بچے کی ولادت سے کئی ماہ پہلے سے لے کر اُس کی وفات کے بعد تک جتنے درمیان میں معاملات ہیں، وہ سب کے سب بیان کر دیئے ہیں۔ یہاں تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمانے لگے:

اِنَّمَآ اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ

میں تو تمہارے لئے باپ کی مانند ہوں' عین باپ نہیں فرمایا بلکہ آپ نے فرمایا کہ میں باپ کی طرح ہوں۔ کس انداز میں فرمایا ''شفقت اتنی کرتا ہوں کہ باپ بھی بالآخر ایسی شفقت نہیں کر سکے گا' میں ایک طرف تو تمہیں بتوں کی غلامی سے نجات دلا کر اللہ کے دربار تک پہنچا رہا ہوں اور دوسری طرف چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بیان کرتا ہوں کہ جب قضاء حاجت کیلئے بیٹھنا ہو تو طریقہ کیا ہونا چاہیئے' منہ کس طرف ہونا چاہیئے' کتنے ڈھیلے استعمال کرنے چاہئیں۔ میری نبوت کا بلند منصب دیکھو' میری باتوں کا بیان دیکھو' یہ میری تمہارے ساتھ شفقت ہے کہ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی کہ کل تمہیں ضرورت پڑے اور میں نے وہ بیان نہ کی ہو' میں سب کچھ بیان کرنے کیلئے آ گیا ہوں۔

تکمیل ایمان سے ختم نبوت کا بیان

(۱۶) سولہویں آیت: وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ۔ (پ ا سورہ البقرہ، آیت ۴)

متقی وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اُس چیز پر جو اے محبوب علیہ السلام آپ کی طرف نازل کی گئی اور اُس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔

بندہ مومن تب بنے گا جب پہلی کتب پر بھی ایمان لے آئے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ وہ لوگ کامیابی والے ہیں، ہدایت والے ہیں، تقویٰ والے ہیں کہ اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو تجھ پہ قرآن اترا ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو آپ سے پہلے ہدایت کی کتابیں اتاری گئی ہیں اُن پر بھی ایمان لانے والے ہیں۔

اب اگر بعد میں بھی کسی کی گنجائش باقی ہوتی تو لازم کر دیا جاتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ

بَعْدِكَ

جو آپ پر اتری ہوئی کتاب پر بھی ایمان لائے اور جو پہلے اتر چکی ہیں اُن پر بھی ایمان لائیں اور جو بعد میں اتریں گی اُس پر بھی ایمان لائیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہرگز اس انداز میں بیان نہیں کیا، اور واضح کر دیا کہ بعد میں کوئی نبی ہی نہیں ہوگا تو اُس کی کتاب کہاں سے آئے گی۔ سب کچھ پہلے آ چکا ہے اور یہ نبوت بعد والی پہلی نبوتوں اور کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے اور اپنے امتیوں پر اُس کو لازم قرار دے رہی ہے۔

(۱۷) سترھویں آیت: لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ (پ۶ سورہ النسآء، آیت ۱۶۲)

ترجمہ: ہاں جو اُن میں علم میں پکے اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اُترا اور جو تم سے پہلے اُترا۔

اس میں بھی اللہ تعالیٰ وہی بیان کر رہا ہے جو اس سے پہلی آیت میں بیان فرمائی۔

والمومنون یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك

ایمان کیلئے لازم قرار دیا گیا ہے کہ جو آپ پر کتاب اتری ہے اس پر ایمان لے آئیں اور جو آپ سے پہلے کتابیں اتاری گئی ہیں اُن پر بھی ایمان لائیں۔

(۱۸) اٹھارہویں آیت: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ

(پ۵ سورہ النسآء، آیت ۱۳۶)

اے ایمان والو! ایمان لے آؤ اللہ پر اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُس کتاب پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام پر نازل کی اور اُن کتابوں پر

جواللہ تعالیٰ نے ان سے پہلے نازل کیں۔ یہاں بھی پہلے کا ذکر موجود ہے۔

(۱۹) اُنیسویں آیت: وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ

(پ۲۴ سورہ الزمر، آیت ۶۵)

ترجمہ: اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف۔

آپ کی طرف اس پیغام کی وحی کی گئی، اس توحید کی وحی کی گئی جو آپ سے پہلے پیغمبروں کی طرف کی گئی۔ پہلے پیغمبر بھی توحید والا پیغام عام کرتے رہے، فکر آخرت والا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے، یہ سب کا مشترکہ پیغام ہے۔ نبوت کا پیغام اللہ تعالیٰ کی توحید کا پیغام ہے، فکر آخرت کا پیغام دیتے ہیں۔ رب ذوالجلال نے فرمایا ''یہ آپ کی طرف بھی آیا ہے اور آپ سے پہلوں کی طرف بھی آیا ہے''۔ گنجائش ہوتی تو بعد کا تذکرہ ضرور ہوتا کیونکہ یہ اہم مقام ہے جہاں نبوت کی حیثیت کو واضح کیا جا رہا ہے۔ خالق کائنات جل جلالہٗ نے بعد والے تمام احتمالات ختم فرما دیئے ہیں۔

(۲۰) بیسویں آیت: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ۔ (پ۵ سورہ النساء، آیت ۶۰)

یہاں پر اُس کو بیان کیا گیا جو آپ پر نازل کیا گیا اور آپ سے پہلے جو نازل کیا گیا، بعد والا احتمال ختم کر دیا گیا۔

(۲۱) اکیسویں آیت: کَذٰلِکَ یُوْحِیْ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ

(پ۲۵ سورۃ الشوریٰ، آیت ۳)

ایسے ہی اللہ نے آپ کی طرف وحی کی اور اُن لوگوں کی طرف جو آپ سے پہلے آچکے ہیں۔ بعد والا احتمال ختم کر دیا گیا۔

بہت سی آیات میں اُمت کو اس انداز میں بیان کیا گیا جس سے پتہ چلتا ہے

کہ کسی اور اُمت کی اب گنجائش باقی نہیں رہی جب اور اُمت ہی نہیں ہوگی تو اور نبی کہاں سے آئے گا۔

(۲۲) بائیسویں آیت: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

(پ۴ سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰)

ترجمہ: تم بہتر ہو اُن سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔

تم کو ساری امتوں کا سردار بنایا گیا۔ جب سردار اُمت آ جائے تو پھر ادنیٰ اُمت کی ضرورت کیا ہے۔ یہ جب آ گئی تو سارے منصوبے اس کے پاس، سارے کام ان کے پاس، ساری عظمتیں ان کے پاس، ہر بندگی کی توفیق اس کے پاس، ہر علم کا کمال ان کے پاس۔ پہلی ساری امتیں یکجا ہو کر وہ کام نہ کر سکیں جو اس تنہا اُمت نے کیا۔ وہ امتیں اپنے نبی پر نازل ہونے والی کتاب کو محفوظ نہ رکھ سکیں۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب کو تو محفوظ رکھا ہی ہے اس کے ساتھ انہوں نے اُن کی ہر ہر حدیث کو بھی محفوظ رکھا اور اس انداز میں محفوظ رکھا کہ صرف حدیث کی حفاظت کیلئے پینسٹھ علوم ایجاد کر ڈالے اور پھر حدیث کو سمجھنے کیلئے اصول حدیث کو بنایا۔ قرآن کو سمجھنے کیلئے اصول تفسیر کو بنائے۔ احکام کو سمجھنے کیلئے اصول فقہ کو بنا یا۔ پہلی اُمتوں میں اس طرح کا کوئی تصور ہی موجود نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یہ خیر امت آ گئی ہے، سردار امت آ گئی ہے، یہ تمام امتوں میں سے آخری امت ہے۔ اس کے بعد جب اُمت کا تصور نہیں تو نبی کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔

(۲۳) تیئسویں آیت: وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ۔ (پ۲ سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۳)

ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔

ہم نے تجھے افضل اُمت بنایا ہے تاکہ تم باقی سارے لوگوں پر گواہ بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں گواہ بننا یہ منصب صرف پیغمبروں کا تھا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے اس اُمت کو بھی یہ گواہی کا منصب مل گیا ہے۔ اب وہ امت ظاہر ہوگئی جس کو من وجہ وہ سیٹ دے دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ گواہی دے سکیں گے۔

اب فضیلت والی اُمت کے بعد کسی ادنیٰ اُمت کا تصور باقی نہیں رہتا۔ جب اللہ تعالیٰ اس کو افضل ترین اُمت کہہ رہا ہے تو یہ آخری اُمت ہے جن کی کتاب سب سے افضل ہے، جن کے پیغمبر سب سے افضل ہیں، جن کا نظام سب سے افضل ہے اور جن کا پیغام سب سے افضل ہے۔ لہذا ان کے بعد کوئی پیغام ہے نہ دعوت ہے، کوئی کتاب ہے نہ کوئی نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کی عظمت کے ساتھ ختم نبوت کی عظمت کو ثابت فرما دیا ہے۔

(۲۴) چوبیسویں آیت: وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ۔ (پ۲۸ سورۃ الصف آیت نمبر ۶)

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہہ رہے تھے "اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کے آیا ہوں اور میں اُس کی تصدیق کر رہا ہوں، جو مجھ سے پہلے تورات کی شکل میں آچکی ہے اور میں اس رسول کی بشارت دے رہا ہوں جو میرے بعد آئیں گے اُن کا نام "احمدؐ" ہوگا۔

اب یہاں پر اس اسلوب کو واضح کر دیا کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کے آنے کی گنجائش باقی رہتی تو آپ کا یہ انداز ہوتا کہ لوگو! میں رسول بن کے آ گیا ہوں اور جتنی پہلی کتابیں ہیں اُن کی میں تصدیق کر رہا ہوں اور جو بعد میں آئے گا اُس کا میں اعلان کر

رہا ہوں اور اُن کے بعد جو آئے گا اُس کا اعلان کر رہا ہوں جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفی تو بار بار کی ہے۔ ڈیڑھ سو احادیث میں نفی موجود ہے ختم نبوت کا بیان موجود ہے لیکن ایک جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ میرے آنے کے بعد کسی کے آنے کی گنجائش باقی ہے۔

محبوب علیہ السلام سے پہلے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ اسلوب دے رہے تھے اور پہلوں کی تصدیق کر رہے تھے اور بعد میں آنے والے کی بشارت دے رہے تھے۔ آگے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا کرنا چاہیئے تھا' اگر بعد میں کوئی نبی ہوتا' ایسی آیت بھی آپ پر نازل ہونی چاہیئے تھی اور ایسا خطاب آپ کا اُمت کے سامنے ہونا چاہیئے تھا لیکن کسی مقام پر ایسا لفظ موجود نہیں ہے لہٰذا اس آیت کا اسلوب ختم نبوت کی گواہی کو ثابت کر رہا ہے۔

(۲۵) پچیسویں آیت: قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

(پ۲۶ سورہ الاحقاف، آیت ۳۰)

ترجمہ: بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی کہ موسیٰ کے بعد اُتاری گئی اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی حق اور سیدھی راہ دکھاتی۔

یہ ایک آیت نہیں، اس آیت کے مضمون کی بہت سی آیات ہیں

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ

یہ پیغمبر پہلی کتابوں کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اگر بعد میں کوئی اللہ تعالیٰ کا پیغام آنا ہوتا تو تصدیق کیلئے اُس کو بھی شامل کیا جاتا۔ خالق کائنات جل جلالہٗ نے اس احتمال کو ختم کر کے ختم نبوت کے مضمون کو واضح کیا ہے۔

(۲۶) چھبیسویں آیت: (پ ۷ سورہ الانعام، آیت ۱۹)

اس میں انداز یہ ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ قرآن مجید کا تعارف ایسا کروا رہا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ جس کے بعد کوئی کتاب نہیں آسکتی۔ صاحب قرآن کے بعد پھر کسی کی بحیثیت نبی آنے کی مجال کیسے ہوسکتی ہے؟

رب ذوالجلال فرماتا ہے:

اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ

(پ ۷ سورہ الانعام آیت نمبر ۱۹)

میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی۔

لانذر کم بہ تا کہ میں تمہیں اس کے ساتھ ڈراؤں۔

جو صحابہ سامنے موجود تھے اُن کو فرمایا

ومن بلغ یہاں تک یہ قرآن قیامت تک پہنچے گا جو پڑھ کے ڈریں گے وہ میرے ڈرانے سے ڈر رہے ہونگے۔ یہ ایک دو صدیوں کیلئے نہیں بلکہ ہمیشہ ڈراتا رہے گا' قرآن ہمیشہ کے ڈرانے کیلئے آیا ہے۔ قرآن مجید کا تعارف بحیثیت کتاب ختم نبوت کو واضح کر رہا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کتاب ختم نبوت والی دے دی ہے۔ اس کتاب کے بعد اور کتاب کی گنجائش باقی نہیں رہی تو اس سینے کے بعد کوئی اور حامل وحی سینہ ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تمام گنجائشیں ختم کر ڈالی ہیں۔

(۲۷) ستائیسویں آیت: وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

(پ ۱ سورہ البقرہ، آیت ۲۳)

اگر تم کو اُس پر شک ہے جو علم اپنے عبد خاص پہ نازل کیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے یا

اپنی طرف سے پڑھ رہے ہیں۔ اگر اے کافرو تمہیں اس کتاب میں شک ہے تو پھر اس قرآن جیسی ایک سورت ہی بنا کے لے آؤ اور صرف تم ہی نہیں بلکہ اپنے حمایتی بھی ساتھ ملا لو۔ اگر تم اُس دعوے میں سچے ہو کہ یہ اللہ کا کلام نہیں انہوں نے خود گھڑا ہوا ہے تو پھر ایسی ایک سورت ہی بنا کے لے آؤ، یہ سورت تم نہیں بنا سکتے۔

یہ چیلنج جس طرح اُس وقت تھا' جب یہ آیت نازل ہوئی تھی' ایسے ہی آج بھی یہ چیلنج موجود ہے اور قرآن مجید

اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

اس سے اس بات کو آج بھی بحیثیت چیلنج بیان کر رہا ہے۔ یہ قرآن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ معجزہ نبوت کا ہوتا ہے۔ معجزے کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک معجزہ حسّی ہوتا ہے اور دوسرا معجزہ عقلی ہوتا ہے۔ حسّی معجزہ وہ ہے جس کو آنکھوں سے دیکھا جائے جس طرح حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پہاڑ سے نکلی تھی وہ معجزہ حسّی تھا لیکن قرآن معجزہ عقلی ہے۔ حسّی معجزہ جب تک حس کے سامنے ہے تو معجزہ ہے غیب ہوا تو ختم ہو گیا پھر خبر باقی رہ گئی۔

لیکن معجزہ عقلی وہ ہوتا ہے جب تک عقل سلامت ہے' معجزہ بھی سلامت ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کا اونٹنی والا معجزہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا والا معجزہ محدود وقت کیلئے تھا' اس واسطے اُن کی نبوتیں محدود وقت کیلئے تھیں۔

لیکن نبی علیہ السلام کو معجزہ دائمی دے کر اعلان کر دیا ہے کہ جن کا معجزہ ہمیشہ کا ہے اُن کی نبوت بھی ہمیشہ کی ہے۔ اس انداز سے اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی حقیقت کو واضح فرمایا۔

(۲۸) اٹھائیسویں آیت: اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

(پ ۳۰ سورہ التکویر آیت ۲۷)

قرآن مجید کا تعارف کروایا جا رہا ہے کہ یہ قرآن سارے جہانوں کیلئے نصیحت ہے۔ سارے جہانوں کیلئے نصیحت سے اس کی جامعیت بیان کر دی گئی۔ قیامت تک ہمیشہ کیلئے یہی نصیحت ہے، اس کے بعد اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔ قرآن کی اس جامعیت نے قیامت تک کیلئے یہ بات واضح کر دی ہے کہ یہی نصیحت ہے اور یہی ہدایت ہے تو اس کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے مضمون کو بھی واضح فرما دیا ہے۔

(۲۹) اُنتیسویں آیت: هُدًى لِّلنَّاسِ (پ۲ سورہ البقرہ، آیت ۱۸۵)

ہم نے اس کو جمیع انسانیت کیلئے ہدایت بنایا۔ خواہ وہ پہلی صدی کے ہوں، چودھویں صدی کے ہوں، بیسویں کے ہوں، خواہ قیامت تک کے لوگ ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے "یہ ہدایت ہے اب اس کے بعد کسی کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ بھی ختم نبوت کا بیان ہے۔

(۳۰) تیسویں آیت: هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ (پ۱۳ سورہ ابراہیم، آیت ۵۲)

ترجمہ: یہ لوگوں کو حکم پہنچاتا ہے۔

یہ قرآن جمیع انسانیت کیلئے تبلیغ ہے، یہ بلاغ للناس ہے، یہ سب تک رب تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ اس لحاظ سے بھی قرآن مجید کی جو عالمگیریت اور آفاقیت ہے اُس نے بھی واضح کر دیا کہ اس قرآن نے گنجائش نہیں چھوڑی کہ اب کوئی اور صحیفہ اترے یا کوئی نبی ہو، اُس پر وحی اترے اور لوگوں کو اس کی ضرورت پڑے، نہیں، نہیں۔

یہ کافی ہے اور قیامت تک کیلئے بلاغ الناس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی تمام جہات کو بیان فرما دیا ہے۔

چونکہ وقت مختصر ہے اسلئے میں نے ۳۰ آیات اس وقت پڑھی ہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ قرآن مجید کا ہر لفظ ختم نبوت پر دلالت کرتا ہے۔

قرآن مجید کا ہر لفظ ختم نبوت کو ثابت کرتا ہے اس واسطے کہ ہر لفظ میرے نبی

علیہ السلام کا معجزہ ہے' اور یہ معجزہ عقلی ہے۔ ہر لفظ یہ دلالت کر رہا ہے کہ یہ محبوب علیہ السلام پر قرآن نازل ہوا اور اس کی مثل نہیں بن سکتی، اس کے لفظ جیسا لفظ نہیں بن سکتا، اس کی آیت جیسی آیت نہیں بن سکتی۔ جس کی نبوت ہوتی ہے معجزہ اُسی کا ہوتا ہے' اور جس کا معجزہ بول رہا ہو اُس کی نبوت بھی بول رہی ہوتی ہے' جس کا معجزہ چمک رہا ہو اُس کی نبوت بھی چمک رہی ہوتی ہے' جس کا معجزہ موجود ہو اُس کی نبوت کا زمانہ بھی موجود ہوتا ہے' اور جس کا معجزہ بالکل شاداب' ہرا بھرا اور تازہ ہو اُس کی نبوت کا اسلوب بھی تازہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید کا ہر لفظ آج بھی اعجاز کے ساتھ موجود ہے اور اس کا اعجاز باسی نہیں ہوا۔ اس کا اعجاز ماند نہیں پڑا تو اس کا ہر لفظ ہی اپنے قرآن ہونے کے لحاظ سے نبی علیہ السلام کی ختم نبوت کا بیان کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ بہت سی آیات ہیں۔ ایسے ہی ڈیڑھ سو احادیث براہ راست ختم نبوت کو ثابت کرتی ہیں۔ میں اپنی گفتگو کو سمیٹتے ہوئے یہ بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کوئی محدث کہے یا مجدد کہے، کوئی مہدی کہے یا مسیح کہے، کوئی اس کو (جھوٹا) نبی کہے، یہ سارے معاملات تو بعد میں ہیں' کوئی نبی تب بنتا ہے جب اُس کا ایمان صحیح ہوتا ہے۔ یہ تو ایسا انسان ہے کہ اس کا اپنا ایمان ہی صحیح نہیں' جو اپنے ایمان کے لحاظ سے پہلے ہی کافر تھا۔ کیا کافروں میں سے کوئی مہدی ہوتا ہے یا کافر بھی کوئی مجدد ہوتا ہے؟ کیا کافر بھی کوئی مسیح ہوتا ہے؟ کیا کافر بھی کوئی نبی ہوتا ہے؟ یہ شخص قطع نظر اس کے کہ دیگر دلائل کو دیکھا جائے بذاتِ خود اپنے عقیدے میں نبوت کے اعلان سے پہلے بھی اپنی حیثیت کے لحاظ سے جو بیان کر رہا تھا اس کا خود ایمان ہی نہیں تھا' یہاں تو نبی ہونے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ ایمان کے لحاظ سے اُس کی صورتحال کیا تھی؟

اُس کی کتاب البریۃ کا صفحہ نمبر ۷۹ ہے۔

اس میں اُس نے اپنے آپ کو خدا بنا کے پیش کیا ہے۔ یعنی عمومی طور پر تو ہم اُس کو جھوٹا مدعی نبوت کہتے ہیں' وہ تو خدا بننے کے درپے تھا۔ اس نے واضح طور پر لکھ دیا ہے کشف میں میں نے دیکھا کہ خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اس حالت میں یہ کہہ رہا تھا ہم ایک نیا نظام' ایک نیا آسمان' ایک نئی زمین چاہتے ہیں' سو میں نے زمین و آسمان کو اجمالی صورت میں پیدا کر دیا۔

تو یہ غلام احمد قادیانی ہے جو اپنے آپ کو زمین و آسمان کا خالق بھی کہتا ہے اور اپنے آپ کو خدا بھی کہہ رہا ہے' ایسا شخص تو انسان کہلوانے کا حق دار نہیں چہ جائیکہ اُس کو مسلمان کہا جائے اور پھر مسلمان سے آگے جو عہدے ہیں۔ محدث' مجدد' یا اس طرح کے اور عہدے اُس کو دیئے جائیں' یہ تو انسانیت کی تعریف میں داخل ہی نہیں ہے کیونکہ کافروں کو حیوان کہا گیا ہے بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر کہا گیا ہے۔ یہ تو انسان کہلوانے کے قابل نہیں چہ جائیکہ اس کو آگے کوئی منصب دیا جائے یہ ختم نبوت کے موضوع پر ایک مختصر سی گفتگو تھی۔ قادیانیت ایک ناسور ہے۔

قادیانیت سے پوچھا کفر نے تو کون ہے؟
کہنے لگی آپ ہی کی دلربا سالی ہوں میں

یہ قادیانیت کفر کی سالی ہے اور اس کے ہاتھ میں آری ہے جس کا مقصد اسلام کے درخت کو کاٹنا ہے۔ اللہ ان کو ان کے مذموم مقاصد میں ناکام فرمائے اور مسلم اُمہ کو اپنی غیرت و حمیت بیدار رکھتے ہوئے ان کا پوری طرح تعاقب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين

احادیث ختم نبوت

أَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَا مُجِيبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ

أَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِى الْفَضَائِلِ

أَمَّا بَعْدُ

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ

وخاتم النبين

صدق الله العظيم وصدق رسوله النبی الکریم

ان الله وملائكته يصلون على النبی یایھا الذین امنو صلو علیه

وسلمو تسليما

الصلوٰة والسلام علیك یارسول الله

وعلیٰ الك واصحابك یا حبیب الله

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبك خیر الخلق كلهم

ہمیں ہے جان سے پیارا نشاں ختم نبوت کا

اٹھو گھر گھر میں پہنچا دو بیاں ختم نبوت کا

ملائک کی جماعت روز وشب واں پہ اترتی ہیں

ذکر جاری ہمیشہ ہے جہاں ختم نبوت کا

تھے جتنے بھی نبی دیگر نبوت ان کی وقتی تھی

مگر ہے حشر تک سارا زماں ختم نبوت کا
یہ نعرہ ہے امیر المؤمنین صدیق اکبر کا
کرو اپنے لہو سے بھی دھیاں ختم نبوت کا
مٹا دو زورِ بازو سے کفر ہر قادیانی کا
یمامہ سے اٹھا لو ہر سناں ختم نبوت کا
دیا ختم نبوت پہ رضا کے علم نے پہرہ
بنا ان کا قلم بھی ترجماں ختم نبوت کا
بنا کلک رضا ہر اس کمینے کے لئے خنجر
ہے جس نے بھی کیا کوئی زیاں ختم نبوت کا
انوکھی شان اس فن میں کیا مہر علی کی ہے
کیا جس نے عقیدے سے بیاں ختم نبوت کا
الٰہی شاہ نورانی کی قبر پہ رحمتیں برسیں
بنایا جس نے پورا کارواں ختم نبوت کا
سنو جتنے بھی یاں ختم نبوت کے فدائی ہو
رہے یہ قافلہ ہر دم رواں ختم نبوت کا
دبانے کو زمانے میں گلا ہر قادیانی کا
لگائے نعرہ ہر پیر و جواں ختم نبوت کا
خداوندا مدینے کے چمکتے چاند کا صدقہ
بنا دے آصف کو حساں ختم نبوت کا

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ واتم برھانہ کی حمد وثناء اور حضور سرور کائنات، فخر موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں

سید سروراں، حامیٔ بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

وارثان منبر ومحراب، ارباب فکر ودانش، اصحاب محبت ومودت، حاملین عقیدہ اہل سنت نہایت ہی معزز ومحتشم حضرات وخواتین سامعین وناظرین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ادارہ صراط مستقیم کی خوشبو اور مہک کے دوران آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

احادیثِ ختم نبوت

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و سنت کے ابلاغ وتبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خالق کائنات نے ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنایا ہے اور یہ روحِ ایمان ہے کہ کلمہ اسلام کی روشنی میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔

ختم نبوت ایمان کا اساسی حصہ ہے۔ ختم نبوت پر پورے دین کا ڈھانچہ قائم ہے۔ ختم نبوت دین متین کے گرد ایک قلعہ ہے۔ پورے دین کی تعلیمات کو محفوظ کرنے والا عقیدہ ختم نبوت کہلاتا ہے۔ سید عالم ﷺ کی جلوہ گری کے بعد اب کائنات میں کوئی شخص بھی بحیثیت نبی نہیں آسکتا۔ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے گا کسی لحاظ سے بھی۔ خواہ وہ یہ کہے کہ میں ظلی ہوں میں بروزی ہوں، میں غیر تشریعی ہوں، جو بھی وہ کہے جب وہ نبوت کا مدعی بنے گا تو جھوٹا ہوگا، کذاب ہوگا، دجال ہوگا۔ اس سے برأت لازم ہے۔ اور اس کا رد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی ختمِ نبوت کا یہ قطعی عقیدہ جس میں خاتم النبیین کا معنی زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہونا ہے اس کو جہاں قرآن مجید برہان رشید میں تفصیل سے بیان

کیا گیا ہے وہاں رسول اکرم ﷺ کے فرامین میں بھی بکثرت احادیث اس بارے میں موجود ہیں۔تقریباً ڈیڑھ سو احادیث ختم نبوت کے موضوع کو بیان کرتی ہیں اور بالمعنیٰ ہزاروں ایسی احادیث ہیں جن سے اس عقیدہ کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔

ہماری آج کی یہ مختصر نشست جس میں ہم چند احادیث اور وہ بھی مختصر تبصرہ کے ساتھ صرف متن حدیث اور اس کا ترجمہ پیش کریں گے اور تھوڑی سی تشریح کرتے ہوئے ہم اپنی گفتگو کو آگے بڑھائیں گے۔

میری دعا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ ہمیں قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے بالخصوص آج کا موضوع سنتے وقت یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَأَدَّاهَا"۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۵)

"اے اللہ! وہ بندہ خوش رہے جس نے میری حدیث سنی، یاد کر لی، محفوظ کی اور آگے کسی کو سنا دی"۔

اس نیت سے میں حدیث کا متن بھی پڑھوں گا اور اس کی ٹرانسلیشن (Translation) بھی ساتھ کروں گا تاکہ سمجھ بھی آجائے اور ماحول بھی معطر رہے کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو کبھی ہمارے محبوب علیہ السلام کی مقدس زبان سے صادر ہوئے تھے۔

احادیث ختم نبوت

ہم اس وقت تیس احادیث سے مسئلہ ختم نبوت کو ثابت کریں گے۔

پہلی حدیث: پہلی نبوتیں اور ختم نبوت

"عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنه اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الانبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَاَحْسَنَهُ وَاَجْمَلَهُ اِلاّ

مَوضِعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوفُونَ بِہٖ وَیَعجَبُونَ لَہٗ یَقُولُونَ ھَلَّا وَضَعَتْ ھٰذِہٖ اللبنة فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ"۔

(بخاری شریف: ج:۶/ ۳۵۳۵، مسلم رقم: ۲۲۸۶)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مَثَلِی وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبلِی کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا

میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال یوں ہے جیسے کسی نے کوئی گھر بنایا ہو،

فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ

اس نے اپنا گھر نہایت ہی خوبصورت بنایا اس میں حسن بھی ہو جمال بھی ہو۔

اِلَّا مَوضِعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ

سوائے ایک اینٹ کی جگہ کے جو ایک کونے میں ہے

فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوفُونَ بِہٖ وَیَعْجَبُونَ لَہٗ

دیکھنے والے اس مکان کو دیکھتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں کہ کتنا خوبصورت محل ہے۔ یعنی لوگ اس محل کا چکر لگاتے ہیں، چاروں طرف سے دیکھتے ہیں، اس پہ نگاہ دوڑاتے ہیں اس کو دیکھتے ہیں تو بڑا تعجب کرتے ہیں، اس کی ہر طرف کو دیکھ کر ہر پہلو کو دیکھ کر، ہر سمت اور ہر زاویے کو دیکھ کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوتا ہے اور اس کو پسند کرتے ہیں لیکن جب اس کونے پہ آتے ہیں جہاں ابھی جگہ خالی ہے، کہتے ہیں:

ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہٖ اللَّبِنَۃُ؟

یہاں اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی؟ کاش اس اینٹ کی جگہ بھی پوری ہوتی۔ اور پھر اس محل پر کسی کو انگلی اٹھانے کی کوئی گنجائش نہ ہوتی۔ محل تو بڑا خوبصورت

ہے اس میں حسن بھی ہے، جمال بھی ہے۔ اس میں رعب و دبدبہ، وقار اور کمال ہے۔ بڑا جوبن اور نکھار ہے مگر ایک جگہ آ کے لوگ رک جاتے ہیں کہ یہاں اس جگہ کو اتنا خوبصورت محل بنا کے خالی کیوں رکھ دیا گیا۔ یہاں بھی اینٹ لگا دی جاتی تو اس کا حسن مکمل ہو جاتا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

فَاَنَا اللَّبِنَةُ

وہ چیز جو اس خالی جگہ کو مکمل کرنے والی ہے، وہ میں ہوں۔

پہلے نبوت کا کاشانہ تعمیر ہو چکا تھا۔ لوگ دیکھتے تھے، تعجب کرتے تھے، اس کے حسن و جمال پر رشک کرتے تھے مگر ایک جگہ آ کے ٹھہر جاتے تھے کہ کاش! اس جگہ بھی تعمیر کر دی جاتی تو یہ بڑا خوبصورت محل ہوتا میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں وہ جگہ جہاں ان کو کمی محسوس ہو رہی تھی کہ یہاں اینٹ لگ جاتی تو یہ مکمل ہوتا۔

اَنَا اللَّبِنَةُ

وہ اینٹ جس نے نبوت کے محل کو پورا کیا اس کو مکمل کیا وہ میں ہوں۔

وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ہوں کہ میں نے نبوت کے خوبصورت محل کو مکمل فرما دیا ہے۔ اب اس سے یہ بات بھی بڑی واضح ہو گئی۔ اگرچہ ہر نبی نبوت میں مستقل ہے اور ان کا صرف زمانہ نبوت گزرا پھر دوسرا نبی آ گیا لیکن صفت نبوت ان کی اب بھی برقرار ہے۔ یعنی اب یہ نہیں ہے کہ وہ نبی کالعدم ہو چکے ہوں کہ ان کو نبی نہ کہا جائے۔ وہ نبی ہیں مگر ان کی نبوت کا زمانہ گزر چکا ہے اور اب ہمیشہ کے لئے جو نبوت کا زمانہ ہے وہ ہمارے نبی ﷺ کا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس وقت آئیں گے، وہ ہمارے محبوب ﷺ کی نبوت کا پرچار کرنے کے لئے تشریف لائیں گے۔ اب یہاں پر وہ سارا بنگلہ اور کاشانہ بنا ہوا ہے۔ حسن اس میں بہت ہے مگر پھر بھی ایک جگہ پہ لوگ آ کے رک جاتے ہیں اور جب ہمارے محبوب ﷺ کی جلوہ گری ہو گئی ہے وہ جگہ بھی بھر گئی

ہے تو پتا چلا آپ نے اپنی نبوت کہ جس نے پہلی ساری نبوتوں کے حسن میں بھی اضافہ کیا ہے اور وہ کوٹھی اور بنگلہ اور کاشانہ جس میں ہر نبی نبوت میں مستقل ہے' ان میں سے کوئی نبی بھی نبوت کے لحاظ سے غیر مستقل نہیں ہے۔ ان کی نبوت اپنی اپنی ہے مگر ان کی نبوت کو بھی ایک رنگ' ایک جمال مزید جو عطا فرمایا ہے۔ وہ ہمارے محبوب ﷺ کی نبوت نے عطا فرمایا ہے۔

دوسری حدیث شریف

انبیاء علیہم السلام پر فضیلت اور ختم نبوت

"عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیتُ جَوامِعُ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطُھُوْرًا اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْن"۔

(مسلم شریف: ج ا ص ۱۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ

چھ چیزوں کی بنیاد پر مجھے تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی۔ مطلب کیا کہ وہ چھ فضیلتیں صرف مجھ میں ہیں' میرے سوا کسی پیغمبر میں نہیں۔ قرآن مجید ہے۔

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ (پ ۳ آیت نمبر ۳/۲۵)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

سارے رسول رسالت میں برابر ہیں مگر درجات میں فرق ضرور ہے تو اس

بنیاد پر ہمارے محبوب ﷺ فرمانے لگے کہ میرے رب نے مجھے چھ چیزیں ایسی دی ہیں جو اور کسی نبی میں نہیں ہیں۔ تو چھ کا ذکر کرتے ہوئے محبوب ﷺ نے فرمایا:

نمبر ا۔ اُعْطِيتُ جَوَامِعُ الْكَلِمِ

مجھے جامع کلمات دیئے گئے۔

مجھے میرے رب نے گفتگو کا جو انداز دیا ہے وہ بھی تمام انبیاء سے مختلف ہے۔ یعنی سب سے فضیلت والا ہے۔ حالانکہ ہر نبی کی نبوت کی امتیازی شان خطابت ہے کہ انبیاء اپنے وقت کے سب سے بہترین خطیب بھی ہوتے تھے۔ چونکہ انہوں نے مجمع کو سمجھانا ہوتا تھا' لوگوں تک بات کو پہنچانا ہوتا تھا۔ اگر زبان صحیح نہ چلتی ہو اور مافی الضمیر صحیح بیان نہ ہو سکتا ہو تو پھر نبوت کی ڈیوٹی پوری نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے تکلم اور نطق کی بہترین صلاحیتیں عطا فرما رکھی تھیں۔ لیکن ان سب میں سے جن کو نرالی خطابت عطا فرمائی ہے وہ صرف آمنہ کے لعل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں' حضور ﷺ نے فرمایا:

مجھے میرے رب نے منفرد انداز گفتگو دیا ہے کہ میں جامع کلمات بولتا ہوں۔ میں بولوں تو لفظ تھوڑے سے ہوتے ہیں مگر ان کے معانی کا سمندر طلاطم میں ہوتا ہے۔ اور دور دور تک ان کے معانی کا سلسلہ پھیل جاتا ہے میرے رب نے مجھے تھوڑے وقت میں زیادہ فائدہ پہنچانے والی گفتگو کا طریقہ عطا فرمایا ہے۔

نمبر ۲۔ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ

میری رعب سے مدد کی گئی ہے۔

میری دوسری خصوصیت جو میرے رب نے صرف مجھے عطا کی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے میری مدد رعب سے کی ہے۔ مجھے جا کے اپنے دشمنوں کو مار کے منوانا نہیں

پڑتا کہ میری تلوار ان کی گردن تک پہنچے تو پھر میرا ڈر آئے۔ فرمایا میرا ڈر اتنا ہے۔

مَسِیرَۃَ شَھْرٍ

ایک مہینہ دور بیٹھا ہوا میرا دشمن یوں کانپتا ہے جیسے میری تلوار کے نیچے آچکا ہو۔ رب ذوالجلال نے مجھے منفرد رُعب دیا ہے کہ میرے رُعب کی دھاک بیٹھ گئی ہے' دور دور تک میرا رُعب چلتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری مدد رُعب سے فرمادی ہے۔

نمبر ۳۔ اُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ

میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے غنیمتیں حلال کردیں۔ پہلی امتوں کے لئے مال غنیمت حلال نہیں ہوتا تھا اس کو اکٹھا کرتے تھے آگ آتی تھی جلا جاتی تھی۔ یہ اس کا مصرف تھا۔ فرمایا:

میری امت کے لئے غنیمت حلال ہے۔ کافروں سے لڑیں گے جو مال آئے گا اس کو تقسیم کیا جائے گا۔ اس کے باقاعدہ حصے بنا دیئے۔

اتنا مال بیت المال کا ہے، اتنا فلاں کا ہے۔

فرمایا: رب نے مجھے یہ شان دی ہے۔ میرے رب نے غنیمتوں کو حلال فرمادیا ہے۔

نمبر 4۔ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طُھُوْرًا

میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور بنا دیا گیا۔

یعنی میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا۔ جہاں بھی میرے امتی کا جی چاہے گا سجدہ ریز ہو جائے گا، یہ نہیں ہوگا کہ اس پر پابندی ہو کہ تم ہزار میل سفر کر کے مسجد میں پہنچو تو پھر تمہارا سجدہ قبول ہوگا۔ نہیں،

یعنی ہم نے جب سے اس زمین پر قدم رکھا ہے، ساری زمین مسجد بن گئی ہے،

پاک ہوگئی ہے۔ اور طہور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین صرف پاک ہی نہیں بلکہ پاک کرنے والی بھی ہے۔ اگر تمہیں پانی نہ ملے اور وضو یا غسل کی حاجت ہو۔ فرمایا:

تم اس پر ہاتھ مار کر چہرے پہ مل لو گے تو یہ تمہارے بدن کو پاکی بھی عطا کر دے گی۔ کیونکہ میرے لئے زمین کو پاک کر دیا گیا ہے۔

نمبر 5۔ اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً

مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کے بھیجا گیا ہے۔

میں سب کا نبی ہوں۔ باقی پیغمبر ایک ہی قوم کے لئے ہوتے تھے اور میں صرف انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ جمیع خلق کا اور مخلوق کا نبی بنا کے بھیجا گیا ہوں۔

نمبر 6۔ وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ

مجھے نبیوں کا خاتم بنایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے ختم نبوت کا تاج پہنایا ہے۔ مجھ پہ نبوت کا سلسلہ آ کے بند ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خاتم النبیین بنایا ہے۔

تیسری حدیث شریف

میدانِ حشر اور ختمِ نبوت

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عنه فِیْ قِصَّةِ الْعَرْضِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَفَزِعَ النَّاسُ اِلَى الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ فَیَقُوْلُ عِیْسٰى عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ فَیَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ یَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ ﷺ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ"۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۲۷۴، مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۴)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ اس حدیث میں قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش ہونے کا منظر پیش کیا جا رہا ہے کہ جس وقت لوگ

مختلف انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے ہماری سفارش کرو اس وقت مشکلات بڑی ہیں، حشر کی گرمی بڑی ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے کوئی سہولت لے کر دو، ہماری اللہ تعالیٰ کے دربار میں کوئی سفارش کرو۔ سارے انبیاء علیہم السلام کا جواب یہ ہوگا۔

اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِى

کسی اور کے پاس جاؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں ان کے پاس جاؤ وہ تمہاری سفارش کریں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے نہیں نہیں میں نہیں کر سکتا۔ وہ اور دروازہ دکھائیں گے۔ یہ صورت حال جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث شریف میں بیان کی۔ فرمایا: سارے لوگ بڑے گھبرا چکے ہوں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ان کو ہر دوراز ے سے واپس موڑا جا چکا ہوگا ایسے میں جب ان کو کوئی سہارا نظر نہیں آئے گا تو سارے اکٹھے میرے دربار میں پہنچ جائیں گے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ

میں حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں۔

فَيَقُوْلُ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ

جب لوگ چلتے چلتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے۔ تو وہ کہیں گے:

اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِى اِذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

تم کسی اور کی طرف جاؤ، تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اے لوگو! اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری مدد کردی جائے تو پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ۔ وہ جو کہیں گے اللہ ان کی بات کو

ن لے گا۔ رسول اکرم ﷺ خود فرماتے ہیں:

فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ

وہ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں گے۔

اور کیا کہیں گے؟

يَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ

وہ کہیں گے یا محمد ﷺ

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ

اب محبوب ﷺ آپ اللہ کے رسول بھی ہیں اور آخری نبی بھی ہیں۔

سارے ہمیں اوروں کے دروازے پہ بھیجتے رہے۔ اب آپ کے بعد تو کوئی رہے ہی نہیں۔ ہم تمہارے پاس آ گئے ہیں، آپ ﷺ آخری ہیں۔ ساری امتوں کے ـب اکٹھے ہو کے اس بات کو پہچانے ہوئے ہیں کہ یہ آخری سہارا ہیں، آخری در ہے اور ـاں کی بات ضرور مانی جائے گی۔

ختم نبوت والا عقیدہ وہ عقیدہ ہے کہ اس میں دنیا کے اندر ہی نہیں برزخ اور شر میں بھی جب کسی کا کوئی سہارا نہیں بن رہا ہو گا۔ اس وقت ختم نبوت کا عقیدہ سہارا بنے گا۔ اور جس وقت رسول اکرم ﷺ کو آواز دیں گے، ندا دیں گے، پکاریں گے تو وہ ـاتم الانبیاء کہہ کر پکاریں گے۔ تو سرکار ﷺ فرمائیں گے:

اَنَا لَهَا

میں شفاعت کے لئے ہوں۔

اَنَـــا لَهَـــا کہہ کے عاصیوں کو لیں گے آغوش رحمت میں
عزیز اکلوتا جیسے ماں کو، نبی کو اپنا غلام ہو گا
ادھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے ادھر پیاسوں کو جام دیں گے
صراط و میزان و حوض کوثر یہی وہ عالی مقام ہو گا

گنہگاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہوگا
دلہن شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہوگا

چوتھی حدیث شریف: مبشرات اور ختم نبوت

"عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ اِنْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ قَالَ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ قَالَ وَلٰكِنِ الْمُبَشِّرَاتِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ و رُؤْيَا الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ"۔(ترمذی شریف: ح:۲۲۷۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں، فرمانے لگے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ اِنْقَطَعَتْ

بے شک رسالت و نبوت ختم ہوگئی ہے۔

یعنی میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول آئے گا۔ دونوں چیزیں ختم ہوگئیں ہیں مجھ پر دروازہ نبوت بند ہوگیا ہے۔ نبوت ورسالت کے خاتمے کا جس وقت آپ ﷺ نے اعلان کیا تو ساتھ یہ الفاظ فرمائے۔

فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ

نہ میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ ہی نبی ہوگا۔

نبوت کا دروازہ بھی بند، رسالت کا دروازہ بھی بند، اور واضح لفظوں میں ان قادیانی شریروں کے لئے یہ الفاظ قابل غور ہیں جو گنجائش نکالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خاتم النبیین کہا جاتا ہے، خاتم المرسلین نہیں کہا جاتا۔ کوئی نبی نہیں ہوسکتا تو کوئی رسول ہو

سکتا ہے۔

اللہ نے خاتم النبیین کہہ کر اس کے سارے احتمالات کو ختم کر دیا کیونکہ جو رسول ہوتا ہے وہ نبی ضرور ہوتا ہے تو جب ان کے بعد نبی نہیں ہو سکتا تو رسول کیسے ہو سکتا ہے۔ اور رسول اکرم ﷺ نے واضح طور پر الفاظ میں بھی فرما دیا۔ فرمایا، اللہ نے دروازہ بند کر دیا ہے۔

فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِی

میرے بعد کوئی رسول بھی نہیں ہو سکتا اور میرے بعد کوئی نبی بھی نہیں ہو سکتا۔

وَلٰکِنِ الْمُبَشِّرَات

نبوت کا دروازہ تو بند ہو گیا ہے مگر مبشرات کا دروازہ کھلا ہے۔

تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ!

وَمَا الْمُبَشِّرَات؟

مبشرات کیا چیز ہیں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ نبوت تو بند ہے لیکن مبشرات سے تمہیں فیض پہنچتا رہے گا۔ تو میرے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ رُؤْيَا الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ

ایک مسلمان کا خواب!

سلسلہ بعد میں بھی برقرار رہے گا۔

وَهِیَ جُزْءٌ مِنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ

سچا خواب نبوت کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔

نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے الہامات کا سلسلہ اولیاء کے لئے ہو سکتا ہے اور ایک سلسلہ عامۃ المومنین کے لئے بھی باقی

رہے گا مبشرات کی شکل میں۔

خواب کو بحیثیت شرع، حجت تو نہیں بنایا جا سکتا لیکن جس بندے خواب کو آتا ہے اس کے لحاظ سے اس میں کئی بہتریاں اور اشارات ایسے ہو سکتے ہیں جس سے اس کے کئی مسائل حل ہو جائیں۔ تو میرے محبوب ﷺ نے اس حدیث میں واضح طور پر فرما دیا کہ نبوت و رسالت بالکل منقطع ہو چکی ہے اور میرے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی رسول ہو سکتا ہے۔

پانچویں حدیث شریف

انبیاء علیہم السلام کی سیاست اور ختم نبوت

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ"۔

(بخاری شریف: ح: ۳۴۵۵، مسلم شریف: ۱۸۴۲)

اس حدیث کے راوی ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ

بنی اسرائیل کی سیاست انکے انبیاء کرتے تھے۔

یہ لفظ سیاست عربی زبان کا ہے اور آپ کی حدیث سے اخذ ہے۔

سَاسَ یَسُوْسُ سِیَاسَةً

فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست ان کے پیغمبر کرتے تھے۔ اب اس سے دیکھو کہ کتنا مقدس لفظ تھا، جس کو آج معاذ اللہ بگڑے ہوئے مفہوم میں لیا جاتا ہے۔ آج کہا جاتا ہے کہ یہ بندہ سیاسی نہیں یہ مذہبی ہے۔ یعنی سیاست کے لفظ کو ایک گالی بنا دیا گیا۔ اور

رہے گا مبشرات کی شکل میں۔

خواب کو بحیثیت شرع، حجت تو نہیں بنایا جا سکتا لیکن جس بندے خواب کو آتا ہے اس کے لحاظ سے اس میں کئی بہتریاں اور اشارات ایسے ہو سکتے ہیں جس سے اس کے کئی مسائل حل ہو جائیں۔ تو میرے محبوب ﷺ نے اس حدیث میں واضح طور پر فرما دیا کہ نبوت ورسالت بالکل منقطع ہو چکی ہے اور میرے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی رسول ہو سکتا ہے۔

پانچویں حدیث شریف

انبیاء علیہم السلام کی سیاست اور ختم نبوت

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ"۔

(بخاری شریف: ح: ۳۴۵۵، مسلم شریف: ۱۸۴۲)

اس حدیث کے راوی ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ

بنی اسرائیل کی سیاست انکے انبیاء کرتے تھے۔

یہ لفظ سیاست عربی زبان کا ہے اور آپ کی حدیث سے اخذ ہے۔

سَاسَ یَسُوْسُ سِیَاسَةً

فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست ان کے پیغمبر کرتے تھے۔ اب اس سے دیکھو کہ کتنا مقدس لفظ تھا، جس کو آج معاذ اللہ بگڑے ہوئے مفہوم میں لیا جاتا ہے۔ آج کہا جاتا ہے کہ یہ بندہ سیاسی نہیں یہ مذہبی ہے۔ یعنی سیاست کے لفظ کو ایک گالی بنا دیا گیا۔ اور

مذہب سے اس کو جدا کر دیا گیا حالانکہ سیاست تو پیغمبرانہ شعبہ تھا اور پیغمبرانہ شان تھی۔

میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں:

بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاست کرتے تھے۔

سیاست کا مطلب کیا ہے کہ ان کے امور کی دیکھ بھال کرنا، ان کی رہنمائی کرنا، ان کے مسائل حل کرنا، ان کے دکھ سکھ میں شریک ہونا۔ یہ سیاست پیغمبروں کا شعبہ تھی۔ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام یہی کام کرتے تھے یعنی وہ نبی بھی ہوتے تھے اور ساتھ اپنی امتوں کے لئے سیاست بھی کرتے تھے۔

یعنی یہ مقدس فریضہ ہے سیاست کا جس کے اگر اصل ماخذ کو دیکھا جائے تو وہ عرش سے لگائی ہوئی وہ ڈیوٹی ہے کہ جس کے لئے بندے بندوں کے لئے مفید بن جاتے ہیں۔

كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ

جب بھی ایک نبی دنیا سے تشریف لے جاتے تھے تو ان کی جگہ دوسرے نبی آ جاتے تھے۔

اس طرح یہ سلسلہ جاری رہا۔ رشد و ہدایت بھی ہے اور دنیا کی نگرانی بھی ہے اور لوگوں کے امور کی تدبیر بھی ہے۔ سب کچھ ہے کوئی سلسلہ منقطع نہیں ہوا، ختم نہیں ہوا کہ ایک نبی چلے گئے ہوں اور بڑا گیپ پڑ گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ مسلسل نبی علیہ السلام کو یوں بھیجتا رہا۔ پہلے گئے ہیں، نئے آ گئے ہیں۔ انہوں نے آ کے ڈیوٹی سنبھال لی ہے۔ کسی کو نئی شریعت دے دی۔ کوئی پہلی شریعت کو لوگوں کے اندر رائج کرتے رہے۔ اور ان کے مسائل کو واضح کرتے رہے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا پہلے تو یہ سلسلہ جاری رہا کہ جب ایک نبی جاتے تو ان کی جگہ دوسرا آ جاتا تھا۔

وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

اور یاد رکھنا، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

پہلے سارا دور جتنا بھی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک اس دور میں ایک بات جائز رہی کہ جب ایک نبی گئے تو دوسرے آگئے۔ بلکہ بیک وقت زمین پہ کئی نبی موجود رہے۔ کوئی کسی بستی کا اور کوئی کسی ڈویژن کا۔ کوئی کسی صوبے کا یوں بھی کام چلتا رہا لیکن فرمایا جب سے میں آگیا ہوں میرے بعد اب کسی کے آنے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ایک اور مقام پر فرمایا!

سَیَکُوْنُ خُلَفَاء

ہاں میرے پیچھے خلفاء ہوں گے۔

خلفاء ہو سکتے ہیں مگر نبی کوئی نہیں ہو سکتا۔ تو اس سے بھی رسول اکرم ﷺ پہ جو آخری جملہ ہے اس سے ہم اہل سنت کا جو موقف ہے کہ نبوت کے بعد خلافت ہے امامت نہیں ہے۔ وہ بات بھی آپ ﷺ نے واضح فرما دی کہ میں نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا مگر میرے بعد خلفاء ہوں گے۔

ایک تو خلافتِ راشدہ ہے، وہ ایک خاص خلافت ہے۔ لیکن رسول اکرم ﷺ جب دعا فرما رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِی

اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما۔

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا:

مَنْ خُلَفَاءَكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

یا رسول اللہ ﷺ آپ کے خلفاء کون ہوں گے۔

فرمایا:

"اَلَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَرْوُوْنَ اَحَادِیْثِیْ وَیُعَلِّمُوْنَھَا النَّاسَ"۔

(جواہر العقدین فی فضل الشرفین ص ۱۰۲ بحوالہ طبرانی اوسط)

جو میرے بعد آئیں گے میری حدیث روایت کریں گے، اور لوگوں کو حدیث پڑھائیں گے وہ میرے خلفاء ہوں گے۔

میرا دین پہنچائیں گے، میرے دین کو زندہ رکھیں گے، میرے دین کو پڑھیں گے اور پڑھائیں گے، وہ میرے خلفاء ہوں گے۔

اب اس سے تصور کرو کہ جس بچے کو تم علم دین کے لئے بھیجو گے اور وہ پورا پڑھ جائے گا تو اس کو سیٹ کونسی ملے گی۔ سید عالم ﷺ نے فرما دیا۔ قیامت تک اگر وہ کسی مزدور فقیر کا بیٹا ہو جب وہ دین کا ماہر بن جائے گا اس کو نبی ﷺ کی خلافت میسر آجائے گی۔

تو اس حدیث کے اندر آپ ﷺ نے فرما دیا کہ بنی اسرائیل میں یہ سلسلہ چلتا رہا مگر میں آگیا ہوں۔ مطلب کیا ہے کہ اب میری نبوت، اب میری سیاست ہے۔ میری مدنی سیاست ہے اور یہ ہمیشہ برقرار رہے گی۔ اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ میرے خلفاء ہیں، جو میری نبوت کا فیض بھی اور میری خلافت کا فیض بھی آگے جاری کریں گے۔ خلافت راشدہ کا دور دنیا کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ کس طرح رسول اکرم ﷺ کی شریعت نے نظام مصطفےٰ ﷺ کی شکل میں دنیا کو امن و آشتی کے پھول عطا فرمائے ہیں۔

چھٹی حدیث شریف

پہلی نبوت اور ختم نبوت

"عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَی اللّٰه علیه وسلم اَوَّلُ الْمُرْسَلِیْنَ آدَمَ وَ آخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ"۔

(جامع الاحادیث ج ۳ص ۳۱۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ سارے رسولوں سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور تمام رسولوں سے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس میں بھی واضح طور پر ختم نبوت کی حتمی حیثیت کو بیان کر دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری کے بعد کوئی بھی کسی معنیٰ میں نبی اور رسول نہیں ہوسکتا۔

ساتویں حدیث شریف

اسماء خمسہ اور ختم نبوت

"عَنْ مُحَمَّدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰه عَنه عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَاءِ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيُ الَّذِي يَمْحُوْاللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يَحْشُرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ"۔

(بخاری شریف: ج ۱ ص ۵۰۰)

محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے باپ جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَاءَ

میرے پانچ نام ہیں۔

اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيُ الَّذِي يَمْحُوْاللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يَحْشُرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ

میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور میں ماحی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں کہ جس کو بھیج کر اللہ نے

کفر کو مٹا دیا ہے اور میں حاشر ﷺ ہوں کہ سارے لوگ میرے قدموں پہ اٹھیں گے۔

یعنی سب سے پہلے میں اپنے روضہ سے باہر آؤں گا اور پھر لوگ اپنی قبروں سے باہر نکل سکیں گے۔ سب کا حشر میرے قدموں پر ہوگا۔ یہ قیامت کے دن اعزاز ہے کہ جہاں محبوب ﷺ کے قدم ہوں گے وہاں اوروں کے سر ہوں گے۔ سب میرے قدم پر یعنی میرے پیچھے، میرے بعد وہ اپنی قبروں سے باہر نکل سکیں گے۔

وَاَنَا الْعَاقِبُ

اور میں عاقب ﷺ ہوں۔

یعنی جس کے بعد کوئی نبی نہ آسکے۔ لہذا یہ نام ختم نبوت والا نام ہے۔

آٹھویں حدیث شریف

اندازِ خطابت وختم نبوت

"عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا خَطَبَ اِحْمَرَّتْ عَیْنَاہُ وَعَلَا صَوْتُہٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُہٗ حَتّٰی کَاَنَّہٗ مُنْذِرُ جَیْشٍ یَقُوْلُ صَبَّحَکُمْ وَمَسَّاکُمْ وَیَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ وَیَقْرُوْنُ بَیْنَ اَصَابِعِہِ السَّبَابَۃِ وِ الْوُسْطٰی"۔ (مسلم شریف: ج ۱ ص ۲۸۴، مشکوٰۃ: ۱۲۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو

اِحْمَرَّتْ عَیْنَاہُ

آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔

تو یہ خطبے کا ایک جلال ہے۔ محبوب ﷺ کی کبھی تو نرم شبنمی گفتگو ہوتی تھی۔ لیکن کبھی آنکھیں خطبہ دیتے دیتے سرخ ہو جاتی تھیں۔

وَعَلَا صَوْتُهٗ

اور آپ ﷺ کی آواز اونچی ہو جاتی تھی۔

یعنی عمومی طور پر تو دھیمی ہوتی تھی لیکن کبھی گرجدار لہجے میں اور اس سے کہیں افضل انداز میں محبوب ﷺ خطبہ دیتے تھے۔ اور تقریر فرماتے تھے، تو یہ کہتے ہیں:

وَاشْتَدَّ غَضَبُهٗ

اور آپ ﷺ کا غصہ اس میں بہت سخت ہو جاتا۔

تو یہ ہر تقریر میں اپنے موضوع کے لحاظ سے غصہ بھی ہے، جلال بھی ہے، اس کے لحاظ سے انداز بھی ہے۔ کہتے ہیں، جب محبوب ﷺ یوں تقریر کرتے تھے:

حَتّٰى كَأَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ

لگتا تھا کہ مجمع کو کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں۔

کہ لشکر کوئی حملہ کرنے آ گیا ہے اور لوگ غفلت سے بیٹھے ہیں، لوگ سو رہے ہیں ان کو پتہ نہیں کہ دشمن سر پہ چڑھ آئے ہیں اب ضرورت ہے کہ غصے سے بات کی جائے اور ضرورت ہے کہ بلند آواز سے بات کی جائے۔

تو محبوب ﷺ کی خطابت کا یہ انداز ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے اور ہمارے خطباء کے لئے اس میں ایک سبق ہے کہ جس طرح کا موضوع ہو انداز اسی طرح کا ہونا چاہئے۔ اب فرماتے ہیں:

كَأَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ

گویا لشکر سے کسی کو ڈرا رہے ہوں۔

کہ لوگو تمہیں نظر نہیں آ رہا۔ میں دیکھ آیا ہوں پہاڑ کے پیچھے لشکر پہنچ گیا ہے۔ جلدی اٹھو اور بچنے کی کوشش کرو۔ اب جو اٹھے گا وہ بچ جائے گا اور جو یہ کہے کہ نہیں آ رہا بلکہ ویسے ہی کر رہے ہیں۔

فرمایا: وہ بیٹھا رہے گا تو وہ مارا جائے گا یا قیدی بن جائے گا تو اس سے مطلب کیا ہے کہ میں نے پوری دنیا میں جو اسلام کے احکام بتائیں ہیں یہ تمہیں یوں بچاتے ہیں۔ جس طرح کہ ڈرانے والا لشکر سے بچاتا ہے۔

اگر اس پر یقین آجائے تو کچھ لوگ ہٹ جاتے ہیں اور بچ جاتے ہیں اور جن کو یقین نہیں آتا وہ کہتے ہیں کہ یہ ڈراتے ہی رہتے ہیں۔ وہ بیٹھے رہتے ہیں اور مارے جاتے ہیں۔

فرمایا:

تمہارے پیچھے جہنم لگا ہوا ہے اور میں تمہیں بچانے آگیا ہوں۔ جو میری بات مان لے گا اس کو جہنم پکڑ نہیں سکے گا۔ اور جو کہے گا کہ یہ باتیں ایسی ہی ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔

میرے محبوب ﷺ منذر جیش کی حیثیت میں خطاب فرماتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایسے ہی ایک دن تقریر ہو رہی تھی۔ اتنے غصے میں تھے کہ آپ ﷺ نے اسی حالت میں ختم نبوت کا موضوع بیان کر دیا اور فرمایا:

"بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ اَصَابِعِهِ السَّبَابَةِ وَ الْوُسْطٰى"

مجھے اور قیامت کو یوں ملا کے بھیجا گیا ہے اور آپ ﷺ نے شہادت والی انگلی اور درمیان والی انگلی کو ملایا۔

میں اور قیامت آپس میں یوں ملے ہوئے ہیں جس طرح ان دو انگلیوں میں کوئی فرق نہیں۔ ایسے ہی مجھ میں اور قیامت میں کوئی فرق نہیں یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی حائل ہو جائے اور درمیان میں اس کی نبوت کا زمانہ آجائے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں اور قیامت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

میری نبوت کے بعد کسی کی نبوت نہیں آسکتی۔ میں اور قیامت جس طرح کہ یہ

دو انگلیاں ملی ہوئی ہیں اس طرح میرے رب نے دنیا کے خاتمے کا جو وقت ہے، اس کو اور مجھے ملا دیا ہے۔ دنیا کے خاتمے کا جب وقت ہوگا اس وقت بھی میری نبوت کا جھنڈا لہرا رہا ہوگا۔ اور ہمیشہ کے لئے اب میری نبوت ہوگی۔

تو سید عالم ﷺ نے یوں ملا کے قیامت کا قرب بھی بیان کر دیا اور ختم نبوت کو بھی بیان کر دیا اور ہم نے دیکھا کہ کند ذہن لوگ جو مفکر بنے ہوئے تھے اور تفہیم نام کی کتابیں لکھ رہے تھے۔

اس مقام پر اعتراض کر ڈالا کہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ فرماتے تھے کہ قیامت قریب آ گئی ہے اور اتنی صدیاں گزر گئیں ہیں لیکن قیامت آئی نہیں تو معاذ اللہ بات غلط ثابت ہوگئی۔ دیکھو سرکار ﷺ کی غلطیاں نکالیں اور پھر وہ دین کے مصلح ہوں، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

میرے محبوب ﷺ نے جو قُربِ قیامت بیان کیا تھا وہ واضح ہے وہ قرب آپ ﷺ نے اضافی طور پر بیان کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے دیکھو تو پھر محبوب ﷺ کا زمانہ قیامت کے کتنا قریب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے پیغمبروں کے مقابلے میں ہمارے نبی ﷺ کا زمانہ سب سے اقرب ہے اور کسی پیغمبر کا زمانہ درمیان میں ہے ہی نہیں۔

لہٰذا اگر کوئی بیان کرنا چاہے گا تو یہی بیان کرے گا کہ نبوت جس کی قیامت کے سب سے قریب ہے وہ یقیناً ہمارے نبی ﷺ کی نبوت ہے۔

یں حدیث شریف

لوح محفوظ اور ختم نبوت

"اِنِّی عِنْدَاللّٰہِ فِی اُمِّ الْکِتَابِ خَاتَمُ النَّبِیین"۔

(کنزالعمال:ح:۳۲۱۴۱)

''میں لوحِ محفوظ پر اللہ کے پاس بھی خاتم النبیین ہوں''۔

اُم الکتاب کے اندر میں خاتم النبیین ہوں اور میری ختمِ نبوت ازل سے طے شدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک میری ختمِ نبوت ثابت ہے۔

دسویں حدیث شریف

اولِ امر اور ختمِ نبوت

''عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ''۔(مشکوٰۃ شریف:ح:۵۷۵۹)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ

میں اللہ کے پاس آخری نبی لکھا ہوا ہوں۔

اللہ کے پاس میرا نام آخری نبی لکھا گیا ہے۔کس انداز میں خاتم النبیین ہوں،فرمایا:

اِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ

حضرت آدم علیہ السلام کا گارا ابھی تیار نہیں ہوا تھا۔

اللہ نے میری ختمِ نبوت کا بورڈ لگا دیا تھا۔

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میں اس وقت بھی نبی ہی تھا،خاتم النبیین تھا،اللہ نے میرا اس وقت نام لکھا ہوا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام تخلیق کے مراحل سے گزر رہے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس وقت مجھے اپنے پاس خاتم النبیین قرار دے دیا تھا۔

سَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِيْ

میں تمہیں بتاؤں کہ میرا اول امر کیا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

اَنَا دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمُ

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔

وَبَشَارَةُ عِيْسٰى

اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

وَرُؤْيَاءُ اُمِّيَ الَّتِيْ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ

اور میں اپنی امی جان کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے وقت ولادت دیکھا تھا۔

دوسرا رویا کا معنیٰ یہ ہوگا کہ میں اپنی والدہ کی آنکھوں کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے نظارہ جاگتے ہوئے دیکھا کب جب ان کے ہاں میرا میلاد ہو رہا تھا۔

جب میں اپنی والدہ کے ہاں جنم لے رہا تھا اس وقت کائنات میں جوان کے لئے دیدار تھا میں وہ دیدار ہوں آگے فرماتے ہیں:

وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ

میری امی جان سے ایک نور کا ظہور ہوا۔

اپنے بدن کو رسول اکرم ﷺ نے نور سے تعبیر کیا کہ میری امی کی گود میں نور ظاہر ہوا۔ وہ نور کیسا تھا؟

اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ

اِس نور کی وجہ سے میری امی جان کو شام کے محلات نظر آنے لگے۔

وہ مکہ شریف میں تھیں مگر شام کے محلات ان کو نظر آئے۔ فرمایا میں وہ نور ہوں اگر میرا پس منظر دیکھنا چاہتے ہو میری ہسٹری دیکھنا چاہتے ہو:

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت

ہوں اور میں اپنی امی جان کا وہ دیدار ہوں اور میں ہی وہ نور ہوں کہ جب میرا ظہور ہوا تھا تو میری امی جان بیٹھی مکہ شریف میں تھیں مگر ان کو محلات شام کے نظر آ رہے تھے۔

گیارہویں حدیث شریف

تخلیق و بعثت اور ختم نبوت

"كُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ"۔

(کنز العمال: ح: ۳۱۹۱۲)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں تخلیق نور کے لحاظ سے سب سے پہلے ہوں اور دنیا میں ظہور کے لحاظ سے سب سے آخر میں ہوں۔

تمام لوگوں میں سے پہلے میں ہوں تخلیق کے لحاظ سے میرا نور سب سے پہلے بنایا گیا۔

وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ

اور اللہ نے مجھے سب سے آخر میں بھیجا ہے۔

اس کا مطلب یہ بنا کہ اول بھی میرا ہے اور آخر بھی میرا ہے۔ جو شان اول و آخر کے لحاظ سے اللہ کی ہے وہ محبوب ﷺ کو باطنی عطا کی گئی ہے کہ آپ مخلوق میں سب سے پہلے فرد ہیں اور آپ ﷺ کے نور نے باقی چیزوں کو نور تقسیم کیا ہے۔ اور آپ کو آخر میں بھیجا گیا، اس لحاظ سے آپ کی ختم نبوت کا ذکر بھی ہو گیا۔

بارہویں حدیث شریف

"كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ"۔

(کنز العمال: ح ۳۲۱۲۶)

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے نور کی تخلیق کے لحاظ سے پہلا میں ہوں اور تمام سے آخر میں ہوں بھیجے جانے کے لحاظ سے یعنی پہلے اس لحاظ سے کہ میرا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا اور آخر اس لحاظ سے کہ نبوت کی ڈیوٹی دینے کے لحاظ سے میں سب سے آخر میں آیا ہوں۔ مجھے رب ذوالجلال نے اولیت بھی عطا کی ہے اور مجھے اخریت بھی عطا کی ہے۔

تیرھویں حدیث شریف

"اَنَا نَبِیٌّ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ"۔

(السنۃ لابن ابی عاصم: ۱/ ۱۸۷)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا نَبِیٌّ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ان مختصر سے الفاظ میں ختم نبوت کی تفصیل فرمادی۔

چودھویں حدیث شریف

فاتح اور خاتم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَخَاتِمًا"۔

(ابن کثیر ۳/ ۲۰ (جزو خامس))

سید عالم ﷺ کا فرمان ہے جو بالخصوص معراج کی رات آپ ﷺ نے مسجد اقصیٰ میں انبیاء کے سامنے تقریر کی تھی اس میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَخَاتِمًا

تمام تعریفیں اس رب کی ہیں جس نے مجھے فاتح بھی بنایا ہے۔ فاتح کا معنی ہے کھولنے والا اور خاتم کا معنیٰ ہے بند کرنے والا۔ بظاہر یہ متضاد صفتیں ہیں۔ کھولنا اور ہے بند کرنا اور ہے۔ مطلب یہ ہے:

میں کھولنے والا ہوں جنت کے دروازے کو اور بند کرنے والا ہوں نبوت کے دروازے کو۔ مجھے میرے رب نے فاتح بھی بنایا ہے اور خاتم بھی بنایا ہے۔ تو یہ شانیں نرالی ہیں ہمارے محبوب ﷺ کی۔ جو دروازہ کسی سے کھل نہیں پائے گا وہ دروازہ آپ ﷺ کھولیں گے اور جو صدیوں سے کھلا آ رہا تھا آپ ﷺ کے آنے سے اس کو بند کر دیا گیا۔ لہٰذا آپ ﷺ فاتح بھی ہیں اور خاتم بھی ہیں۔

پندرھویں حدیث شریف

حشر کے شافع اور ختم نبوت

"عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ"۔

(الدارمی: مشکوٰۃ: ح:۵۷۶۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ

سارے رسولوں کا لیڈر میں ہوں اور فخر کوئی نہیں۔ سارے رسولوں کا قائد میں ہوں اور میں فخر نہیں کرتا۔

وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَلَا فَخْرَ

اور میں نبوت کے دروازے کو بند کرنے والا ہوں، میں نبیوں کا خاتم ہوں، یہ شان بڑی ہے مگر میں فخر نہیں کرتا۔

چونکہ جن کے بعد اور نبی بھیجے گئے تو یہ باقی رہا کہ انہوں نے ڈیوٹی مکمل کی ہے مگر کام ابھی باقی ہے، وہ نئے آ کے کریں گے۔ جب میرے محبوب ﷺ آ گئے ہیں تو اللہ نے کسی کو نہ بھیج کے اور اعلان کر کے کہ اب کوئی آ ہی نہیں سکتا اس بات کی گواہی دی ہے کہ یہ سارا کام کر کے جا رہے ہیں۔ اس واسطے یہ شان نرالی تھی۔ فرمایا:

رب ذوالجلال نے مجھے خاتم النبیین بنایا ہے اور اس پر کوئی فخر نہیں۔

وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ

اور میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں قیامت کے دن سب سے پہلے رب جن کی بات مانے گا وہ میں ہوں

وَلَا فَخْرَ

میں فخر نہیں کرتا۔

چونکہ اس دن اللہ کے جلال کے سامنے جب کوئی نہیں بولے گا تو پہلا دروازہ شفاعت کا کھلوانا مشکل ہے پھر تو چھوٹے چھوٹے شفیع بھی ہوں گے یہاں تک کہ ناتمام بچہ جو کسی ماں کے ہاں پیدا ہوا تھا پورے اعضاء بھی نہیں بنے ہوئے تھے۔ وہ اپنے نافے کے ساتھ اپنی امی کو باندھے گا اور جنت میں لے جائے گا۔

وہاں تک شفاعت پہنچ جائے گی لیکن پہلا دروازہ کھولنا اتنا مشکل ہے کہ خلیل علیہ السلام بھی ڈرتے ہیں، کلیم علیہ السلام بھی ڈرتے ہیں، اللہ سے بولنے کے لئے کسی کی ہمت نہیں پڑ رہی۔ اس وقت جو سب سے پہلے سفارش کریں گے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

وہ سیٹ بھی میری ہے لیکن میں فخر نہیں کرتا۔

سب سے پہلے سفارش کرنے کے لحاظ سے بھی میری سیٹ ہے اور سب سے پہلے جس کی بات مانی جائے گی وہ سیٹ بھی میری ہے، میں مشفع ہوں۔ اللہ میری سفارش

کو قبول فرمائے گا۔

سولہویں حدیث شریف

" عَنْ اِسْمَاعِيلَ بنِ اَبِیْ خَالِدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِی اَوْفٰی اَرَاَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ مَاتَ وَهُوَ صَغِيْرٌ وَلَوْ قَضٰی اَنَّ يَكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیٌّ لَعَاشَ اِبْنُهٗ وَلٰكِنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ"۔(ابن ماجہ شریف:ح:۱۵۱۰)

حضرت اسماعیل بن ابی خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو نے رسول اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کہنے لگے ہاں، حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حالت صغر میں وصال فرما گئے، اگر حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہوتا تو وہ ضرور زندہ رہتے، لیکن رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اس لئے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ نہیں رہے۔

سترہویں حدیث شریف

"عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا وَلَوْ عَاشَ لَعُتِقَتْ اَخْوَالُهُ الْقِبْطُ وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِیٌّ"۔(ابن ماجہ شریف:ح:۱۵۱۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اس کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے اور اگر زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے اور اگر زندہ رہتے تو ان کے قبطیہ ماموں آزاد کر دیئے

جاتے اور کبھی کسی قبطی کو غلام نہ بنایا جا سکتا۔

اٹھارویں حدیث شریف

"عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَعِيْ كِتَابٌ اَصَبْتُهُ مِنْ بَعْضِ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ مُوْسٰى كَانَ حَيًّا الْيَوْمَ مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اَنْ يَّتَّبِعَنِيْ"۔

(اخرجہ ابو نعیم: خصائص الکبریٰ: ج ۲ ص ۱۸۷)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میرے پاس کتاب تھی، جس کو میں نے بعض اہل کتاب سے پایا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام آج زندہ ہوتے تو ان کے لئے بھی میری اتباع ضروری ہوتی۔

انیسویں حدیث شریف

"عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَدْرَكْتُ حَيًّا وَمَنْ يُّوْلَدُ بَعْدِيْ"۔ (اخرجہ ابن سعد: خصائص الکبریٰ: ج ۲ ص ۱۸۸)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس کا رسول ہوں، جس کو میں نے زندہ پایا اور اس کا بھی، جو میرے بعد پیدا ہوگا۔

بیسویں حدیث شریف

"عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا زَيْدُ بْنُ خَارِجَةَ يَمْشِيْ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ اِذْ خَرَّ مَيِّتًا بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَنُقِلَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَسُجِّيَ بَيْنَ بُرْدَتَيْنِ وَكِسَاءٍ فَلَمَّا كَانَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ اِجْتَمَعَ نِسْوَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَصْرُخْنَ حَوْلَهٗ

إِذْ سَمِعُوْا صَوْتًا مِنْ تَحْتِ الْكِسَاءِ يَقُوْلُ اَنْصِتُوا اَيُّهَا النَّاسُ مَرَّتَيْنِ فَحَسَرُوا عَنْ وَجْهِهٖ وَصَدْرِهٖ فَقَالَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلنَّبِيُّ الْاُمِّيُّ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ كَانَ ذَالِكَ فِي الْكِتَابِ الْاَوَّلِ"۔ (المعجم الکبیر: ج ۵ ص ۲۱۹)

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی کا نام ہے یہ ختم نبوت کی شان ہے کہ جب زندہ ہیں تو پھر بھی ختم نبوت کا نعرہ لگاتے ہیں اور اگر فوت ہونے کے بعد کسی نے کلام کیا ہے تو اس نے بھی ختم نبوت کا نعرہ لگایا ہے۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

يَمْشِي فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ

مدینہ شریف کی کسی گلی میں جا رہے تھے۔

اِذْخَرَّ مَيِّتًا

چلتے چلتے دورہ پڑا تو وہ فوت ہو گئے۔

جب فوت ہوئے ان کو اٹھا کے گھر پہنچایا گیا اوپر چادریں دے دی گئیں۔

جب مغرب وعشاء کا وقت ہوا جبکہ وہ ظہر کے وقت فوت ہوئے تھے، مغرب اور عشاء کا جب ٹائم ہوا۔

اِجْتَمَعَ نِسْوَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يَصْرُخْنَ حَوْلَهٗ

انصار کی عورتیں اکٹھی ہو گئیں اور وہ چیخ چلا رہی تھیں۔

کہ اچانک یہ فوت ہو گئے ہیں۔ جس وقت وہ چیخنے لگیں تو حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ بولنے لگے جو ظہر کے وقت فوت ہوئے تھے، وہ بولنے لگے:

سَمِعُوا صَوْتًا مِنْ تَحْتِ الْكِسَاءِ

جتنے بھی وہاں جمع تھے سب کو چادر کے نیچے سے آواز آئی کہ زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ بول رہے تھے، آواز یہ تھی:

اَنصِتُوا

خاموش ہو جاؤ، چپ ہو جاؤ۔ دو مرتبہ انہوں نے کہا۔

فَحَسَرُوْا عَنْ وَجهِهٖ

تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے چہرے سے چادر کو پیچھے ہٹا دیا گیا۔

تو دیکھا کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ گفتگو کر رہے ہیں۔ جس وقت بولے تو ان کا انداز گفتگو کیا تھا۔ فوت ہونے کے بعد بولے۔

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

کہتے ہیں:

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلنَّبِیُّ الْاُمِیُّ خَاتَمُ النَّبِیین

حضرت محمد مصطفی ﷺ اللہ کے رسول ہیں نبی امی ہیں، وہ خاتم النبیین ہیں۔

کَانَ ذَالِکَ فِی الکِتَابِ الْاَوَّلِ

یہ پہلی کتاب میں بھی لکھا ہوا ہے۔

اب جب فوت ہونے کے بعد بھی اگر کسی نے گفتگو کی ہے اور لوگوں نے سنی ہے تو اس گفتگو کے اندر بھی ختم نبوت کے نعرے لگائے جا رہے تھے۔

اکیسویں حدیث شریف

"عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ البَاھِلِیِّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ یَآاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدِکُمْ اَلَا فَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَصَلُّوا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَھْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکٰوۃَ اَموَالِکُمْ طَیِّبَۃً بِھَا اَنْفُسُکُمْ وَاَطِیعُوا وُلَاۃَ اَمْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ"۔ (رواہ احمد: ج۵ ص۲۵، ۲۶۔ الترمذی: ۶۱۱۔ ابن حبان: ۷۹۵۔ الحاکم: ج۱ ص۳۸۹۔ المعجم الکبیر: ج۵ ص۱۱۵)

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

وَلَا أُمَّةَ بَعْدِكُمْ

اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے۔ خبردار اپنے رب کی عبادت کرو پانچ وقت کی نماز پڑھو رمضان کے مہینے کے روزے رکھو خوشی سے اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو اپنے اماموں کی اطاعت کرو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔

لفظ کتنے حسین ہیں۔

فرمایا:

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے۔ لہٰذا میں جو تمہیں دے رہا ہوں اس پر قائم رہو اور دین پر پوری طرح تم پختہ رہو۔ نماز پڑھتے رہو، روزے رکھتے رہو۔ میں نے تمہیں جامع دین دے دیا ہے۔

اب کسی نئے نبی کے آنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی کیونکہ اللہ نے مجھے آخری نبی بنایا ہے اور تمہیں آخری امت بنایا ہے۔

بائیسویں حدیث شریف

"عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ خَرَجْتُ تَاجِرًا إِلَى الشَّامِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كُنْتُ بِأَدْنَى الشَّامِ لَقِيَنِيْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ رَجُلٌ تَنَبَّأَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْرِفُ صُوْرَتَهُ إِذَا رَأَيْتَهَا قُلْتُ: نَعَمْ فَأَدْخَلَنِيْ بَيْتًا فِيْهِ صُوَرٌ فَلَمْ أَرَ صُوْرَةَ النَّبِيِّ ﷺ فَبَيْنَمَا أَنَا كَذَالِكَ إِذَا دَخَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ عَلَيْنَا فَقَالَ فِيْمَ أَنْتُمْ فَأَخْبَرْنَاهُ فَذَهَبَ بِنَا إِلَى مَنْزِلِهِ فَسَاعَةَ مَا دَخَلْتُ نَظَرْتُ إِلَى صُوْرَةِ النَّبِيِّ

ﷺ وَإِذَا رَجُلٌ آخِذٌ بِعَقِبِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْتُ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الْقَائِمُ عَلٰى عَقِبِهٖ قَالَ إِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا كَانَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ إِلَّا هٰذَا فَإِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَهٰذَا الْخَلِيْفَةُ بَعْدَهٗ وَإِذَا صِفَةُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ"۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے۔

میں تاجر تھا شام گیا تو میں نے وہاں ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا مجھے وہاں ایک شخص ملا جو آسمانی کتابوں کا ماہر تھا اس نے مجھ سے پوچھا کہ جس نبی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کیا تم اس کی صورت کو پہچانتے ہو؟ یہ کہتے ہیں، میں نے کہا: پہچانتا ہوں!

فَأَدْخَلَنِيْ بَيْتًا فِيْهِ صُوَرٌ

اُس نے مجھے گھر میں داخل کیا جس میں کئی تصویریں تھیں۔

اس میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی تصویر نظر نہیں آئی تو پھر ایک بندہ مجھے وہاں لے گیا جہاں مجھے رسول اللہ ﷺ کی صورت نظر آئی۔

وَإِذَا رَجُلٌ آخِذٌ بِعَقِبِ النَّبِيِّ ﷺ

باقی کسی نبی کی ایڑی کے پیچھے کوئی امتی نہیں کھڑا ہوا۔ ہر ایک کے پیچھے ایک نبی کھڑا ہے۔ اور ہمارے نبی ﷺ کی جہاں تصویر تھی تو وہاں آپ ﷺ کے پیچھے ایک امتی کھڑا ہے۔ میں نے کہا یہ انداز کیا باقی سب سے جدا ہے؟ تو انہوں نے کہا: باقی سب کے بعد نبی آئے اور ان کے پیچھے نبیوں کی تصویر ہے اور ان کے پیچھے نبی نہیں آئیں گے۔ ان کے پیچھے جو کھڑے ہیں۔ یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد خلافت ہو گی نبوت نہیں ہو گی۔

تو یہ ختم نبوت کا انداز ان کتابوں کے اندر بھی موجود تھا۔

تیئسویں حدیث شریف

"عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّهَا النَّاسُ

لَيْسَ من شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُ كُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْ تُكُمْ بِهٖ وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَيُبَاعِدُ كُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ"۔
(مشکوٰۃ شریف: البیہقی فی شعب الایمان: ۴۵۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَيُّهَا النَّاسُ

اے لوگو!

لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُ كُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْ تُكُمْ بِهٖ

ہر وہ چیز جو بندے کو جنت میں اٹھا کے لے جائے اور جہنم سے بچائے میں نے اس کا حکم دے دیا ہے کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے بیان نہ کیا ہو۔

اگر جنت میں لے جانے والی ایک لاکھ باتیں ہیں تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ نہ سمجھنا کہ ایک لاکھ میں سے ایک بیان نہیں کی، میں نے پوری لاکھ بیان کی ہیں۔

احسان دیکھو فرمایا: میں نے کوئی کمی نہیں کی۔ میں نے جو کچھ تمہیں چاہیئے تھا وہ سب کچھ بیان کیا ہے۔ جتنی چیزیں جنت میں لے جانے والی تھیں اور جہنم سے بچانے والی تھیں۔

اِلَّا قَدْ اَمَرْ تُكُمْ بِهٖ

میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ اب عمل کرنا تمہارا کام ہے۔

وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَيُبَاعِدُ كُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا وَقَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ

جن کاموں سے بندہ جہنمی بن سکتا ہے اور جنت سے دور ہو سکتا ہے ان ساری باتوں سے میں نے منع کر دیا ہے۔ کوئی پیچھے منع کرنے والی نہیں رہی۔ لہذا جس وقت

بندے کے سارے کام اور تعلیمات مکمل ہوگئیں ہیں اب اگر کوئی آئے گا تو اس کے آنے کا کیا تک بنتا ہے۔ میرے محبوب ﷺ نے سارے سلسلے بیان کر دیئے۔ اور کروڑوں ہدایات کی ضرورت تھی تو ساری مکمل کردی ہیں۔ اس واسطے بریلی کے تاجدار کا عشق بولا:

نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

پہلے پھول کھلے اور کھلتے رہے صحن چمن میں جو کھلتا تھا وہ اعلان کرتا تھا کہ ابھی وہ آرہے ہیں، وہ آرہے ہیں۔ اور جب سرکار ﷺ کھلے تو اب چمن کے صحن میں کسی کے کھلنے کی جگہ ہی باقی نہیں رہی۔ لہٰذا اس انداز سے عقلی طور پر بھی حدیث شریف میں محبوب خدا ﷺ نے سارے شعبہ جات کو بیان کرتے ہوئے باوفا امتی کو احسان جتلایا کہ میں نے تمہارے لئے کتنا کچھ کیا ہے اور تمہارے ساتھ میرا پیار کتنا ہے۔ اب دیکھو باپ بیٹوں کے لئے بڑا شفیق ہو۔ وہ اپنے بیٹوں کو نصیحتیں کر رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ دس کرلے گا، پچاس کرلے گا، سو کرلے گا۔ آگے جا کے سلسلہ ختم ہوگا کیونکہ اسکو آنے والی مشکل کا پتہ ہی نہیں۔ پتا ہو تو پھر نصیحت کرے۔ اس کو دس مشکلوں کا پتہ ہے، پندرہ کا پتہ ہے وہ جو سو اس کے مرنے کے بعد آنے والی ہیں اس کا اس کو خواب و خیال بھی نہیں۔ مگر یہ وہ پیغمبر ہیں قیامت تک جن حالات نے جنم لینا ہے وہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اس واسطے آپ ﷺ نے اس انداز میں ہر مشکل کا حل بیان کیا ہے۔ قیامت تک کبھی امتی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ پیغمبر چلے گئے' امور ہمیں بتا کے نہیں گئے اور مشکل ہمارے سامنے رہ گئی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہم نے ساری مشکلیں پہلے حل فرما دی ہیں۔

چوبیسویں حدیث شریف

"قَالَ حُمَیْدُ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ مُعَاوِیَةَ خَطِیْبًا یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ

يُعطِیْ وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْاُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰی اَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ"۔(بخاری شریف:۱/۱۶)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

اللہ جس بندے سے بہتری کا ارادہ کرے اُس کو دین کی سمجھ دیتا ہے۔ یعنی دین سمجھنا، اس کے لئے بیٹھنا، اس کے لئے آنا یہ کوئی معمولی سا انتخاب نہیں۔ اللہ کا انتخاب ہے اور اللہ جس کو نوازنا چاہے اس کو اپنے دین کے لئے چن لیتا ہے۔ دین کی سمجھ چیز بڑی ہے مگر ملے گی کہاں سے۔ فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِیْ

عطا رب کرتا ہے اور تقسیم میں کرتا ہوں۔

وہ طبقہ جو یہ کہے کہ ہمیں نبی کے دروازے کی ضرورت نہیں ہم ڈائریکٹ لیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔ ہم سب کچھ نبی کے ہاتھ سے تقسیم کروائیں گے۔ اب ایسے منکرین کے پاس لفظ ہوں گے معنی کی حکمت نہیں ہوگی وہاں علم اندھیرہ بن جائے گا علم سے پردے آجائیں گے ان سے تو جاہل اچھا ہوگا کیونکہ جتنا بڑا عالم ہوگا اتنا بڑا گستاخ بن جائے گا۔ چونکہ یہ علم سرکار ﷺ کی دہلیز سے بٹتا ہے اور جن کے نزدیک یہ وسیلہ شرک بن جائے گا ان کو ملے گا کیسے؟ تو میرے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِیْ

مطلقاً فرمایا علم ہو یا رزق ہو یا بیٹے ہوں۔ دیتا اللہ ہے تقسیم میں کرتا ہوں۔ پھر فرمایا:

وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْاُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰی اَمْرِ اللّٰهِ

قیامت آجائے گی لیکن میری امت کی بڑی جماعت حق کے رستے سے ڈول

نہیں سکے گی۔ ہمیشہ یہ امت اللہ کے امر پر قائم رہے گی۔

لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَالَفَھُمْ

ان کی مخالفت کرنے والے ان کا بال بھی بیکا نہیں کرسکیں گے۔

اس نقصان کا مطلب کیا ہے کہ وہ حوصلہ ہار کے گھر بیٹھ جائیں یہ نہیں ہوگا۔ ویسے شہادتیں بھی ہو جائیں گی ،نقصان اس لحاظ سے تو ہوگا۔ مال لٹ سکتا ہے، جان جاسکتی ہے مگر ان کو نقصان کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی یعنی میری امت کا وہ طبقہ جو حق پر ہے ان کے خلاف باطل پرست جو بھی کرلیں میری امت ڈرپوک بن کر گھر نہیں بیٹھے گی۔ وہ پھر بھی میرے دین کا جھنڈا اٹھا کے نکلے گی۔

زخم پہ زخم کھا کے جی خون جگر کے گھونٹ پی
آہ نہ کر لبوں کو سی عشق ہے یہ دل لگی نہیں

یہ انداز تو ضرور امت میں موجود رہے گا، ان کو قربانیاں دینی پڑیں گی۔ مگر میرے محبوب ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمت نہیں ہاریں گے۔ حوصلے ان کے بلند رہیں گے۔ ایک ایک جلسے میں اگر ان کو ستر ستر شہادتوں کے گلدستے پیش کرنے پڑیں تو پھر بھی یہ پیش کر کے میلاد کی بزم ضرور سجائیں گے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے:

ان کی مخالفت کرنے والے ان کے حوصلوں کو فتح نہیں کرسکیں گے۔ ان کو کسی طرح کا وہ نقصان نہیں دے سکتے، کب تلک

حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ

یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

اب اس حدیث شریف میں اپنی امت کے بعد کسی بھگوڑے کی امت کا تصور ہی ختم کر دیا واضح فرمادیا میرے غلاموں کی قیامت تک کی دنیا ہے، میرے غلاموں کی قیامت تک تاریخ ہے، میرے غلاموں کا قیامت تک دور ہے، میرے غلاموں کا

قیامت تک کا زمانہ ہے۔ختم نبوت والے قیامت تک باقی رہیں گے۔لہٰذا اگر کسی دور میں کسی نبی کا کوئی تصور ہوتا تو نبی کی پھر امت بھی ہوتی ہے تو میرے نبی ﷺ نے امت کی نفی کر کے قیامت تک کے لئے یہ واضح کر دیا کہ: میں آخری نبی ہوں، میری امت آخری امت ہے۔

پچیسویں حدیث شریف

"عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عنه اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ"۔(بخاری شریف: ج ا ص ۴۱۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ

ہم یعنی میں اور میری امت ہم سب سے آخر میں آئے ہیں، سب سے آگے نکل گئے ہیں۔

ہم ایڈوانس ہیں۔دیگر کے پاس کوئی ترقی نہیں۔ہمارے محبوب ﷺ نے فرمایا:

نَحْنُ الْاٰخِرُوْن السَّابِقُوْنَ

صدیوں سے لوگ روزہ رکھ رہے تھے مگر جب سے ہم نے روزہ رکھا تو پہلا نمبر روزے میں ہمارا ہے۔مدت ہو گئی تھی قومیں امتیں نماز پڑھتی تھیں لیکن جب ہماری امت آگئی تو پہلا نمبر ہمارا ہے۔

لوگ جہاد کرتے تھے، حج کرتے تھے مگر جب اس امت نے کیا تو وہ پیچھے رہ گئے اور سابقون کا سب سے بڑا مطلب یہ ہے کہ جنت میں داخل ہو جائے گی۔

آخرون السابقون

ہم آخری امت ہیں اور سبقت کرنے والے ہیں۔

آخر میں ختم نبوت کو بھی بیان کر دیا اور ختم نبوت کی عظمت کو بھی بیان کر دیا۔

چھبیسویں حدیث شریف

"اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِی لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخلَاقِ"۔ (مشکوٰۃ شریف؛ح:۵۷۷۰)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے رب نے مجھے تمام اخلاق کی خوبیوں کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

میں اخلاق کے سبق مکمل کرنے آیا ہوں۔

یہ پہلے کسی نبی نے نہیں کہا۔ چونکہ وہ مکمل کرنے نہیں آئے تھے وہ ڈیوٹی دینے آئے تھے۔ وہ انہوں نے پوری کی، کمی نہیں کی۔

لیکن انسانیت کو جو کچھ چاہیے تھا وہ روزانہ کی جو ضرورتیں بڑھتی چلی جارہی تھیں تو یہ ضرورت جامع دین کے اندر پوری ہوسکتی تھی تو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میں آیا ہی اس لئے ہوں کہ سب کچھ مکمل کرکے جانے والا ہوں۔

لہٰذا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق حمیدہ، سیرت وکردار، نظام زندگی اور بندگی کا ہر مسئلہ بیان کردیا ہے اور مکمل کردیا ہے تو کسی کے آنے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔

فرمایا:

قیامت تک کے لئے کارِ نبوت کو مکمل کردیا ہے۔

ستائیسویں حدیث شریف

اَخرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ کَعْبٍ قَالَ اِنَّ اَبِیْ کَانَ مِنْ اَعلَمِ النَّاسِ بِمَا اَنزَلَ اللّٰہُ عَلٰی مُوسیٰ وَکَانَ لَمْ یَدَّخِرْ عَنِّیْ شَیْئًا مِمَّا کَانَ یَعلَمُ فَلَمَّا حَضَرَۃُ المَوتُ دَعَانِیْ فَقَالَ لِیْ یَا بُنَیَّ اِنَّکَ قَدْ عَلِمْتَ اِنِّیْ لَمْ اَدَّخِرْ عَنْکَ شَیْئًا مِمَّا کُنتَ اَعْلَمُہٗ اِلَّا اِنِّی قَدْ حَبَسْتُ عَنْکَ وَرَقَتَیْنِ فِیہِمَا نَبِیٌّ یُبْعَثُ قَدْ اَظَلَّ زَمَانُہٗ فَکَرِہْتُ اَنْ اُخبِرَکَ بِذَالِکَ فَلَا اٰمِنُ عَلَیْکَ اَنْ یَّخْرُجَ بَعْضُ ھٰؤُلَاءِ الْکَذَّابِیْنَ فَتُطِیعُہٗ وَقَدْ جَعَلْتُھَا فِیْ ھٰذِہِ الْکُوَّۃِ الَّتِیْ تَرَایٰ وَطَیَّنْتُ عَلَیْہِمَا فَلَا تَعرِضَنَّ لَھُمَا وَلَا تَنْظُرَنَّ

فِيهِمَا حِينَكَ هٰذَا فَإِنَّ اللّٰهَ أَن يُّرِدْبِكَ خَيْرًا وَيَخْرُجُ ذَالِكَ النَّبِيُّ تَتَّبِعُهُ ثُمَّ أَنَّهُ مَاتَ فَدَفَنَّاهُ فَلَمْ يَكُن شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَنظُرَ فِي الْوَرَقَتَيْنِ فَفَتَحْتُ الْكُوَّةَ ثُمَّ اسْتَخْرَجْتُ الْوَرَقَتَيْنِ فَإِذَا فِيهِمَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَمُهَاجِرُهُ بِطَيْبَةَ لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيظٌ وَلَا صَخَابٌ فِي الْأَسْوَاقِ وَيُجْزِي بِالسَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ وَيَعْفُو وَيَصْفَحُ أُمَّتُهُ الْحَمَّادُونَ الَّذِينَ يَحْمَدُونَ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ حَالٍ تُذَلَّلُ أَلْسِنَتُهُمْ بِالتَّكْبِيرِ وَيَنصُرُ نَبِيَّهُمْ عَلَى كُلِّ مَنْ نَاوَاهُ يَغْسِلُونَ فُرُوجَهُمْ وَيَأْتَزِرُونَ عَلَى أَوْسَاطِهِمْ أَنَا جِيلُهُمْ فِي صُدُورِهِمْ وَتَرَاحُمُهُمْ بَيْنَهُمْ تَرَاحُمُ بَنِي الْأُمِّ وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأُمَمِ"۔

(الدر المنثور؛ ج ۳ ص ۵۷۷)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے ابا جی اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے بڑے عالم تھے جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا میرے ابا جی کو اس وقت کے لوگوں کی نسبت زیادہ آتا تھا۔

وَكَانَ لَمْ يَدَّخِرْ عَنِّي شَيْئًا مِمَّا كَانَ يَعْلَمُ

ان کا انداز یہ تھا کہ انہیں جو کچھ آتا تھا انہوں نے مجھ سے چھپا کے نہیں رکھا، مجھے پڑھایا ہے۔

فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ

جس وقت وصال کا وقت آیا تو

دَعَانِي

میرے والد نے مجھے بلایا اور فرمایا

يَا بُنَيَّ إِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ إِنِّي لَمْ أَدَّخِرْ عَنْكَ شَيْئًا مِمَّا كُنْتُ أَعْلَمُهُ

اے بیٹے! میں نے ہر چیز تجھے بتائی ہے تجھ سے چھپائی نہیں جو کچھ میں جانتا

تھا میں نے تمہیں پڑھا دیا۔

اِلَّا اِنِّی قَدْ حَبَسْتُ عَنْكَ وَرَقَتَيْنِ فِيهِمَا

مگر میرے پاس دو ورق ایسے ہیں، میں نے آج تک ان کا علم نہیں دیا اور ان کا علم دنیا بھی نہیں جانتی۔ اور ان کے بارے میں تجھ سے عہد لینا چاہتا ہوں، میں وہ خط سیل کر رہا ہوں۔ میرے ہوتے تم نے وہ پڑھنا نہیں، کھولنا نہیں کہ اس میں لکھا ہوا کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا:

نَبِيٌّ يُبْعَثُ قَدْ اَظَلَّ زَمَانُهُ

اس میں ایک نبی کا ذکر ہے جن کا زمانہ بالکل قریب آ گیا ہے۔ وہ ظہور پذیر ہوں گے اور

فَكَرِهْتُ اَنْ اُخْبِرَكَ بِذَالِكَ فَلَاآءَ مِنْ عَلَيْكَ

میں نے ناپسند کیا کہ تجھے بتا دوں کیونکہ مجھے تمہارے بارے میں خطرہ ہے کہ ایسی خبر تم سے لیک ہو جائے گی اور اللہ کی حکمت کے تقاضوں میں پھر مداخلت ہو جائے گی۔

اس واسطے میں نے یہ خط بند کر دیا اور فلاں دیوار کے اندر اس کو رکھ دیا۔

طَيَّنْتُ عَلَيْهَا

میں نے اس کے اوپر مٹی لگا دی ہے اور لیپ کر دیا ہے۔ یہ اسی طرح باقی رہے گی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس وقت میرے ابا جی کا وصال ہو گیا تو مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا انتظار تھا وہ خط کو کھولنے کا تھا کہ خط کھولوں تو سہی اس میں لکھا ہوا کیا ہے۔

فَتَحْتُ الْكُوَّةَ

میں نے محراب کو توڑا۔

ثُمَّ اسْتَخْرَجْتُ وَرَقَتَيْنِ

پھر دونوں ورقے نکال لئے اور ان کو پڑھنا شروع کر دیا۔
میں نے دیکھا کہ اس میں لکھا ہوا ہے۔
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ خَاتَمُ النَّبِیینَ لَا نَبِیَّ بَعدَہٗ
محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ان کا تعارف کیا ہے:
مَولِدُہٗ بِمَکَّۃَ
ان کی ولادت مکہ شریف میں ہوگی۔
وَمُھَاجِرُہٗ بِطَیبَۃِ
وہ ہجرت کر کے طیبہ میں جائیں گے۔
لَا فَظٌّ وَلَا غَلِیظٌ
ان کا مزاج سخت نہیں ہوگا اور تند خو نہیں ہوں گے۔
وَلَا صَخَّابٌ فِی الَاسواق
بازاروں میں اونچی اونچی آوازوں سے بولنے والے نہیں ہوں گے اور ان کی حالت کیا ہے:
وَیُجزِی بِالسَّیِّئَۃِ الحَسَنَۃِ
اگر ان سے کوئی برا سلوک بھی کرے گا تو وہ ان سے اچھا سلوک فرمائیں گے۔
ان کی سیرت کیا ہوگی۔
یَعفُو وَیَصفَحُ
لوگوں کو معاف کر دیا کریں گے۔
اُمَّتہ الحَمَّادُونَ
ان کی امت کو حمادون کہا جاتا ہے۔
کیا مطلب ہے کہ جیسے بھی حالات ہوں گے وہ رب سے شکوے نہیں کریں

گے۔ خوشی ہو گی پھر بھی تعریف کریں گے اور غمی ہو گی پھر بھی رب کی تعریف کریں گے۔
اور پھر اس خط میں لکھا تھا:

تُذَلِّلُ اَلسِنَتُھُمۡ بِالتَّکبِیر

ان کی زبانیں ہر وقت تسبیح و تہلیل میں مصروف رہیں گی اور وہ نبی ایسے ہیں وہ جس کو پناہ دیں گے اللہ ان کی مدد فرمائے گا۔ اور پناہ کے معاملے پورے ہو جائیں گے۔

یَغۡسِلُوۡنَ فُرُوۡجَھُمۡ

وہ امت ایسی ہو گی کہ وہ استنجاء کرنے والی ہو گی اور پاک امت ہو گی۔

یأ تزرون علی اوساطھم

اپنی کمر پر وہ تہبند یا شلوار باندھیں گے۔ نہ اوپر نہ نیچے بلکہ درمیان میں باندھیں گے۔

اَنَا جِیلُھُمۡ فِی صُدُوۡرِھِمۡ

ان کے قرآن ان کے سینوں میں ہوں گے۔

وَتَرَاحُمُھُمۡ بَیۡنَھُمۡ تَرَاحُمُ بَنِی الۡاُمّ

وہ اگرچہ مشرق و مغرب میں کروڑوں کی تعداد میں پھیلے ہوں گے مگر وہ آپس میں یوں ہوں گے جیسے ایک ماں کے بیٹے ہوتے ہیں۔

وَھُمۡ اَوَّلُ مَنۡ یَّدۡخُلُ الۡجَنَّۃَ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ مِنَ الۡاُمَمِ

یہ وہ ہیں کہ جو قیامت کے دن سب سے پہلے دیگر امتوں سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اب دیکھو کس شان سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اور آپ کی امت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اٹھائیسویں حدیث شریف

"اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ جَعَلَ اُمَّتِیۡ ھُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ"۔

(ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰، جزو خامس)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ

تمام تعریفیں اس خدا کی ہیں۔

جَعَلَ اُمَّتِیْ ھُمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْن

جس نے میری امت کو اول بھی بنایا ہے اور آخر بھی بنایا ہے۔

میری امت اول بھی ہے اور میری امت آخر بھی ہے۔ اول کس لحاظ سے ہے اور آخر کس لحاظ سے ہے۔

آخر ہے دنیا میں آنے کے لحاظ سے اور اول ہے جنت میں جانے کے لحاظ سے۔

اس حدیث شریف میں بھی رسول اکرم ﷺ نے ختم نبوت کو بیان فرمادیا کہ میں آخری نبی ہوں اور میری امت تمام امتوں سے آخری امت ہے۔ اس امت کے بعد کوئی اور امت نہیں ہے تو میرے بعد کوئی نبی بھی نہیں ہے۔

انتیسویں حدیث شریف

"عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَتْ یَھُوْدُ خَیْبَرَ تُقَاتِلُ غَطْفَانَ فَلَمَّا الْتَقَوْا ھَزَمَتْ یَھُوْدُ خَیْبَرَ فَعَادَتِ الْیَھُوْدُ بِھٰذَا الدُّعَاءِ فَقَالَتْ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تُخْرِجَہُ لَنَا فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ اِلَّا نَصَرْتَنَا عَلَیْھِمْ قَالَ وَکَانُوْا اِذَا الْتَقَوْا دَعَوْا بِھٰذَا الدُّعَاءِ فَھَزَمُوْا غَطْفَانَ"۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۱ص۳۴۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے یہود کی اہل غطفان سے لڑائی ہوئی، تو خیبر کے یہود بھاگ گئے پھر یہودی اس دعا کے ساتھ واپس آئے، پھر یہود نے کہا، اے اللہ! ہم تجھ سے نبی امی محمد ﷺ کے واسطے سے دعا کرتے

ہیں جن کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ تو ان کو آخری زمانہ میں ہمارے لئے بھیجے گا اور ہم تجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتے مگر یہ کہ تو ان پر ہماری مدد کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب بھی یہودی حملہ کرتے تھے یہ دعا مانگتے تھے جس پر انہوں نے غطفان کو شکست دے دی۔

تیسویں حدیث شریف

حضرت زید بن حارثہ کے والد چچا اور بھائی جب حضرت زید کو رسول اللہ ﷺ سے واپس لے جانے کیلئے آئے تو حضرت زید نے واپس جانے سے انکار کر دیا اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان حضرات کو دعوت اسلام یوں دی۔

"اَسْاَلُکُمْ اَنْ تَشْھَدُوا اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاِنِّیْ خَاتَمُ اَنبِیَائِہٖ وَرُسُلِہٖ وَاُرْسِلُہٗ مَعَکُمْ"۔ (مستدرک للحاکم ج ۴ ص ۲۲۵)

میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ تم گواہی دو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں میں سے سب سے آخری ہوں۔ تو میں زید کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خاتم النبیین بنایا ہے، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ان تمام احادیث کی روشنی میں پتہ چلا کہ رسول اکرم ﷺ صرف رسول ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ختم نبوت کا تاج بھی پہنایا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس موضوع کو سمجھ کر آگے پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ